مجالسِ نبوی ﷺ

احادیث کی مشہور کتابوں صحاح ستہ
سے ماخوذ اہم واقعات و تعلیمات
کا منتخب مجموعہ

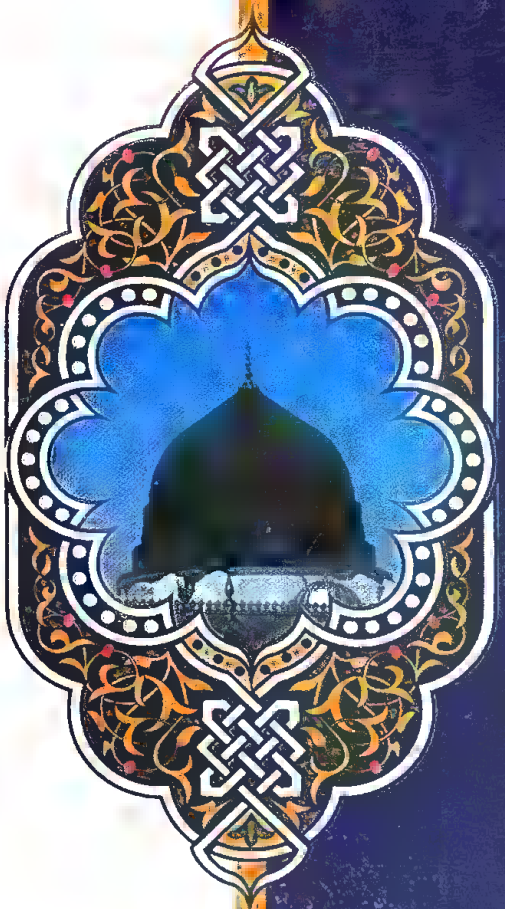

شیخ الحدیث مولانا محمد الیاس ندوی

انتخاب

محمد موسیٰ بھٹو

سندھ نیشنل اکیڈمی ٹرسٹ
۴۰۰ بی - لطیف آباد نمبر ۴ - حیدرآباد

مجالس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

احادیث کی مشہور کتابوں صحاح ستہ
سے ماخوذ اہم واقعات وتعلیمات
کا منتخب مجموعہ

شیخ الحدیث مولانا محمد الیاس ندوی

انتخاب:

محمد موسیٰ بھٹو

سندھ نیشنل اکیڈمی ٹرسٹ

۴۰۰۔ بی لطیف آباد حیدرآباد

کتاب کا نام:	مجالس نبوی ﷺ
	شیخ الحدیث مولانا محمد الیاس ندوی
انتخاب:	محمد موسیٰ بھٹو
کمپوزنگ:	اسلامک کمپیوٹر کمپوزنگ سینٹر
	لطیف آباد ۴ حیدرآباد
سال اشاعت:	اگست ۲۰۱۷ء
پیسٹر:	سہیل ''سلام''
ہدیہ:	۱۰۰ روپیا
پریس:	یادگار پرنٹنگ پریس حیدرآباد۔

تعارف

زیرنظر کتاب ''مجالس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، احادیث کی سات مشہور کتابوں صحاح ستہ سے مرتب کی گئی ہے، مرتب مولانا محمد الیاس ندوی صاحب، شیخ الحدیث ہیں اور مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے شاگرد رشید ہیں۔

بزرگوں کی مجالس پر مشتمل کتابیں تو اکثر نظر سے گذری ہیں، لیکن رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس اور آپ کی احادیث کو اس طرح ترتیب دینا، جس سے پڑھنے والا آپ کی پُر نور مجالس سے بہتر طور پر لطف انگیز ہو اور اس کے سامنے چودہ سو سال پہلے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سجائی ہوئی ایمان افروز مجالس کا نقشہ نظر آنے لگے، اس سلسلہ کی غالباً یہ پہلی کتاب ہے، جو حضرت مولانا محمد الیاس ندوی صاحب کی طرف سے تیار کی گئی ہے۔ جس پر وہ ہم سب کی طرف سے تبریک وتحسین کے مستحق ہیں۔ مولانا موصوف کی اس سے پہلے بھی بعض اہم کتابیں شایع ہو چکی ہیں، جو علمی حلقوں میں بڑے ذوق وشوق سے پڑھی گئی ہیں۔

موجودہ دور کا انسان بہت زیادہ سہولت پسند واقع ہوا ہے کہ اسے علمی کتابوں سے زیادہ دلچسپی نہیں رہی، بالخصوص قرآن واحادیث کی تفاسیر سے تو ذوق وشوق کی فضا بالکل ختم ہوگئی ہے، لیکن احادیث رسول اور مجالس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس طرح ترتیب جس میں مجالس نبوی کا پُر لطف ونورانیت سے سرشار ماحول غالب ہو، جس سے پڑھنے والوں پر روحانی طور پر چودہ سو سال کی نبوی مجالس کی پوری طرح عکس ریزی ہوتی ہو، ایسی کتابیں جدید سہولت پسند انسان کو جھنجھوڑنے اور بیدار کرنے کے لئے نہایت مؤثر اور مفید ثابت ہوسکتی ہیں۔

مجلس نشریات اسلام کراچی کی طرف سے مجھے یہ کتاب ڈاک کے ذریعہ ملی تو کتاب کا نام پڑھکر ہی مجھے حیرت انگیز خوشی حاصل ہوئی۔ کتاب کے مرتب کے لئے دل

سے دعائیں نکلیں، میں نے ایک دو مجلسوں میں ہی کتاب پڑھ لی۔

زیر نظر کتاب اتنی عمدہ، قیمتی، مؤثر اور رہنمایانہ کتاب ہے کہ اس کے مطالعہ اور سننے سے روح کو غذا ملتی ہے، قلب کو تسکین حاصل ہوتی ہے۔ اللہ کے رسول سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے، عمل کے لئے آمادگی پیدا ہوتی ہے، فرد اپنے آپ کو کچھ دیر کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں موجود پاتا ہے۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں (احادیث) ویسے ہی حکمت کا خزینہ ہیں۔ قلب اگر زندہ ہو تو یہ احادیث بندہ مومن کو اپنے لئے سب سے بڑا سرمایہ نظر آنے لگتی ہیں، لیکن جب ان احادیث کو اور احادیث میں بیان ہونے والے واقعات کو مجالس کے رنگ وروپ میں پیش کیا جائے تو ان کی اہمیت وافادیت اور نفع رسانی میں غیر معمولی اضافہ ہوجاتا ہے۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی چند سطور پر مشتمل حدیثوں میں جو حکمت، جو نورانیت، جو معنویت اور تاثیر پذیری کی جو صلاحیت وقوت موجود ہے، وہ بے مثال ہے، ایک ایک حدیث کو بار بار پڑھتے رہنے سے بندہ مومن پر جہاں اس کی معنویت کے نئے نئے راستے کھلتے ہیں، وہاں اس کے اثرات دل کی گہرائیوں میں جاگزیں ہونے لگتے ہے۔

اللہ کے رسول کے کلام کی یہ تاثیر وہ ہر فرد محسوس کرتا ہے، جو صاحب ایمان ہے۔ اور جس کا ایمان تر وتازہ ہے، اس کا سبب یہی ہے کہ اللہ کے رسول کے سینہ اطہر پر یہ باتیں اللہ کی طرف سے وارد ہوتی ہیں۔

میں نے اس کتاب کو کئی بار پڑھا ہے، ہر بار مجالس نبوی ﷺ سے نئی ایمانی تازگی پیدا ہوئی ہے اور اسے بار بار پڑھنے اور دوسروں کو سنانے کے لئے دل مضطرب ہوتا رہا ہے۔ چنانچہ مجالس نبوی میں موجود متعدد واقعات (احادیث) میں اپنے آنے والے افراد کو اکثر سناتا رہا ہوں، تاکہ اللہ کے رسول کی نورانیت سے سرشار باتوں سے دل کی آبادی اور

تازگی کی صورت پیدا ہو اور انفرادی واجتماعی دینی معاملات میں رہنمائی حاصل ہو۔

کتاب کی اسی اہمیت کے پیش نظر اس عاجز نے اس کا انتخاب کیا ہے، تاکہ مختصر کتاب کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں شایع کرکے، اسے دعوتی نقطہ نگاہ سے پھیلا جائے۔

اس منتخابات میں میں نے زیادہ اہمیت کی حامل احادیث کو شامل کیا ہے، اگرچہ اللہ کے رسول کی ہر حدیث ہمارے لئے غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے۔ تاہم اس ترتیب میں ایمانی حلاوت، اصلاح نفس، آخرت کی یاد دہانی، تعلق باللہ اور اعمال کی اصلاح کے نقط نگاہ سے زیادہ اہمیت کی حامل احادیث کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

کاش کہ افرادِ معاشرہ میں اتنی ایمانی حرارت، دعوتی جذبہ اور قوت عمل موجود ہو کہ اس طرح کی اہم کتابوں کو اپنے اپنے مقام پر شائع کرکے، اپنے علاقہ کے پڑھے لکھے افراد تک پہنچانے کے لئے کوشاں ہوں، حقیقت یہ ہے کہ اگر دعوتی جذبہ وتڑپ موجود ہو تو وسائل کا انتظام از خود ہوجاتا ہے۔

میں مجلس نشریات اسلام کراچی کا مشکور ہوں کہ انہوں نے دعوتی نقطہ نگاہ سے اپنے ادارہ کی شایع شدہ کتاب کے انتخاب کی اشاعت کی اجازت دی، اس کے لئے میں ان کا انتہائی ممنوں ہوں اور دعا گو بھی۔

آخر میں یہ بتانا ضروری ہے کہ کتاب کی اس عاجز کی طرف سے ذیلی سرخیاں نئی لگائی گئی ہیں، ساتھ ساتھ کتاب کی ترتیب بھی نئے انداز سے کی گئی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اللہ کے رسول ﷺ کی مجالس سے بھرپور استفادہ کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری زندگیوں میں اپنے محبوب کی سنتوں کے رنگ کو غالب فرمائے۔

۱۷ اگست ۲۰۱۷ء

محمد موسیٰ بھٹو

حیدرآباد

فہرست مضامین

1	تعارف	3
2	بُرے خواب کا ذکر نہ کرنا	12
3	تمہارا درود مجھے پیش کر دیا جاتا ہے	13
4	قیامت کی علامت نااہلوں کو سردار بنانا	14
5	ساری دعاؤں کی جامع دعا	15
6	اللہ سے فریاد کی بے مثال دعا	16
7	اللہ سے ٹوٹے ہوئے دل سے مانگنے کی ادا	17
8	حسن صورت کے ساتھ حسن سیرت عطا فرمانے کی دعا	18
9	چار کلمات کا دن بھر کے اذکار پر بھاری ہونا	20
10	لمبی نماز پڑھا کر لوگوں کو آزمائش میں نہ ڈالنے کی نصیحت	21
11	دوسروں کے بارے میں بدگمانی سے ممانعت	22
12	گھر میں سونا رہ جانے سے تشویش میں مبتلا ہونا	22
13	مالداروں کی نیکی میں آگے بڑھ جانے والا عمل	23
14	خدا کی قسم! جتنا بتایا گیا میں اتنا ہی کروں گا	24
15	مہمان کی خاطر بھوکا رہنے سے اللہ کی رضامندی کا پروانہ	25
16	مغفرت کی دعا میں سب کو شامل کرنا	27

17	جنتی کھیتی باڑی کی اجازت طلب کرے گا	28
18	سورۃ فاتحہ میں شفا کے اثرات	29
19	کیا میرا شمار بھی ان ستر ہزار لوگوں میں ہوگا	30
20	اللہ کی بخشش کی بے پناہ ادائیں	31
21	اب تو ذرا بھی گنجائش نہیں	33
22	کیا تمھیں یہ پسند ہے کہ وہ جنت کا دروازہ تمہارے لیے کھول دے	35
23	اے اللہ! میرے اس عمل کی بدولت اس مصیبت کو ہٹا	36
24	ایسی دعا جس سے غم بھی زائل ہو اور قرض بھی	38
25	جو سوال سے بچے گا اللہ اس کو غیب سے عطا کرے گا	39
26	میں چاہتا ہوں کہ اپنا دو تہائی مال صدقہ کروں	39
27	اللہ کے رسول! مشرکین کی اولاد کا کیا ہوگا؟	40
28	ناحق سے حق دلانے پر آگ کا ٹکڑا ہے	43
29	وہ شخص جھوٹا تھا لیکن بات سچی کہہ گیا	44
30	عائشہ: میں تمہارے لیے ابو زرع کی طرح ہوں	45
31	میں نے جہنم میں زیادہ تر خواتین کو دیکھا	48
32	عبداللہ! بیوی کا بھی تم پر حق ہے	49
33	عورتوں نے بالوں میں جوڑ لگایا تو ہلاک ہوئے	50
34	یہ تو بڑا نفع بخش سودا تم نے کیا	51

35	اے اللہ کے رسول! آپ اسے خرید لیجیے	52
36	بیٹیاں جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہیں	53
37	کیا یہ اپنے بچے کو آگ میں جھونک سکتی ہے؟	53
38	شیطان نے اس کے کان میں پیشاب کر دیا تھا	54
39	جب رحمت عالم ﷺ سجدہ میں جاتے وہ اپنے پیر سمیٹ لیتی	55
40	ان کی عبادت گاہ ہم سونے کی بنائیں گے	55
41	ہم قسمت کے لکھے پر بھروسہ کیوں نہ کریں	56
42	قیامت کے روز بجل طوق بن کر گلے میں ہوگا	58
43	جو خوش دلی سے خیرات کرنے والوں کو کوستے ہیں	59
44	بلی کو بھوکا رکھنے پر اللہ تعالیٰ کی خفگی	60
45	اس طرح کے خیالات آئیں تو اعوذ باللہ پڑھو	61
46	میں تو صرف اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں گی	61
47	اے اللہ کے رسول! اب بس کر دیجیے	67
48	یا تو وہ مر جائے یا پھر میں شہید ہو جاؤں	68
49	نہ دیے جانے والے مجھے زیادہ محبوب ہیں	69
50	اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی تم ہی میں سے ہوتا	70
51	امید ہے ان کی نسل میں اسلام کے نام لیوا پیدا ہوں گے	72
52	بلال: ابھی اقامت نہ کہنا، سخت گرمی ہے	73

53	تم یہودیوں کا عبداللہ بن سلام کے متعلق کیا خیال ہے؟	74
54	حضرت ابراہیم کے مشابہ ان کی اولاد میں میں ہوں	75
55	تین بچوں نے اپنے گہوارے میں گفتگو کی	77
56	اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تیرا عیب لوٹا دے	78
57	تم دونوں بستیوں کو ناپو	80
58	لنگی لٹکانے کی وجہ سے یہ سزا ملی تھی!	81
59	آپ ﷺ کو سب میں محبوب کون ہیں؟	81
60	ان سوالات کے جوابات نبی کے علاوہ کوئی نہیں دے سکتا!	82
61	اے فلاں! تم تو دنیا میں نیک تھے	84
62	اُبی:۔ مجھے اللہ کا حکم ہے کہ میں تمھیں قرآن سناؤں	84
63	اہل کتاب کے برتنوں کے استعمال سے پرہیز	85
64	مرگی کی مریض کو جنت کی بشارت	86
65	خوش دلی سے خیرات کرنے والوں کو طعنہ دیتے ہیں!	87
66	تمہارے سب صدقات اللہ کے پاس قبول ہوئے	89
67	اس نے ایسی توبہ کی ہے جو ستر آدمیوں کے لیے کافی ہے	90
68	اللہ کرے تم دائیں ہاتھ سے کبھی نہ کھا سکو	92
69	اے لوگو! تم مجھے موسیٰ پر فضیلت مت دو	92
70	نظر بد کا لگنا برحق ہے	93

71	جسم میں ایک قسم کا درد ہے جو جاتا ہی نہیں ہے	94
72	انس! جہاں جانے کے لیے کہا تھا، وہاں نہیں گئے؟	95
73	ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی مصلحت	95
74	اے اللہ! ان کو دین کی سمجھ عطا فرما	99
75	تم ظالم و مظلوم دونوں کی مدد کرو	100
76	بیماری سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں	100
77	روز قیامت اہل حقوق کو ان کے حق دیئے جائیں گے	101
78	رحمت خداوندی بخشش کے لیے بہانوں کی تلاش میں	101
79	ستر سال کے بعد پتھر جہنم کی تہہ میں پہنچا	102
80	دنیا کی قیمت مردہ بکری سے بھی گئی گذری ہے	103
81	تین ایسے عمل جن سے گناہ مٹتے ہیں	104
82	جانوروں سے بھی محبت	105
83	اونٹ نے مجھ سے شکایت کی کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو	105
84	حضرت محمد ﷺ سے پوچھو، وہ کیوں رو رہے ہیں	106
85	اللہ اور اس کے رسول ہی انصاف نہ کریں تو کون کرے گا	107
86	اللہ کے رسول کی ناراضی کا ڈر تھا، ورنہ تیرا سر قلم کر دیتا	108
87	رحمت عالم ﷺ نے جابر بن سمرہ کے رخساروں پر دست مبارک پھیرا	109
88	وہ دعا، جس کو پڑھنے سے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی	110
89	عبدالرحمٰن! ولیمہ کیوں نہیں کیا؟	110

90	کسی علاقہ کا مجھے امیر بنا دیجیے	111
91	راستوں میں بیٹھنا ہے تو ان کا حق بھی ادا کرو	112
92	تمہیں اس کے جنتی ہونا کا کیسے یقین ہوگیا؟	113
93	غیبت کرنا زنا سے بدتر ہے	114
94	تمہارے جملہ کی کڑواہٹ سے سمندر کا پانی نمکین ہوجائے	115
95	لنگی یا پاجامہ لٹکانے والے سے اللہ تعالیٰ کی گفتگو نہیں ہوگی	116
96	تھوڑی ہی دیر میں جنتی شخص آنے والا ہے!	116
97	بیویوں کے ساتھ سختی کی شکایت	118
98	برے خیالات کو برا سمجھنا بھی ایمان ہے	119
99	رحمت الٰہی کی وسعت	120
100	اے اللہ! میرا حساب آسان فرما	120
101	نوعمر چچازاد بھائی کے لیے چھ اہم ہدایات	121
102	گھر میں سورۂ بقرہ کی تلاوت سے شیطان بھاگ جاتا ہے	121
103	آسان، لیکن سب پر بھاری ذکر	122
104	بندہ کے استغفار پر اللہ تعالیٰ کی بے پناہ خوشی	123
105	باوضو سونے والے کے لیے دعا کی قبولیت	123
106	بے چینی کے ازالہ کے لیے مجرب الہامی نسخہ	124
107	کھاتے ہیں، لیکن پیٹ نہیں بھرتا	124
108	ہر طرح کی بیماری سے بچاؤ کا کارگر نسخہ	125
109	''تیری مغفرت نہیں ہوگی'' یہ کہنے والا جہنم میں چلا گیا	125

بُرے خواب کا ذکر نہ کرنا

نماز فجر ہو چکی ہے، نبی رحمت ﷺ حسب معمول آج بھی نمازیوں کی طرف رخ کر کے چار زانو بیٹھے ہوئے ہیں اور جانثار صحابہ کی جماعت نماز کے بعد اپنے معمولات سے فارغ ہو کر اس طرح آپ ﷺ کے سامنے سکون و وقار کے ساتھ بیٹھی ہوئی ہے جیسے ان پر سکون و طمانیت کی غیر مرئی چادر تنی ہوئی ہے، ہر ایک خاموش ہے اور اس انتظار میں ہے کہ زبان مبارک سے آج کیا سننے کو ملتا ہے۔

دربار نبوت کی پہلی مجلس کا آغاز حسب معمول آج بھی خود رحمت عالم ﷺ ہی فرماتے ہیں۔

رحمت عالم ﷺ :۔ آج کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے تو بیان کرے۔

صحابی:۔ سرکار ! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرا سر کچلا جا رہا ہے۔

رحمت عالم ﷺ :۔ یہ شیطان کا اثر ہے، تم اس کو بیان نہ کرو۔

جب تم میں سے کوئی برا خواب دیکھے اور رات میں آنکھ کھلے تو اپنے بائیں طرف تین دفعہ تھوک دے اور تین مرتبہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم پڑھ کر اپنا وہ پہلو جس پر سو رہا ہے تبدیل کر دے۔

مجلس میں موجود بعض اور جانثاروں نے بھی اپنے خواب بیان کیے، رحمت عالم ﷺ نے اس کی بھی تعبیر بیان فرمائی اور فرمایا کہ خواب نبوت کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے ۔اگر کوئی اچھا خواب دیکھے تو اس پر اللہ کا شکر ادا کرے اور اس کو بیان کرے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر برا خواب دیکھے تو وہ شیطان کی طرف سے ہے، اس کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرے اور کسی سے اس کا ذکر نہ کرے، اس طرح یہ خواب اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔

تمھارا درود مجھے پیش کر دیا جاتا ہے

آج سید الایام یعنی جمعہ کا دن ہے، رحمت عالم ﷺ نے معمول کے مطابق فجر کی پہلی رکعت میں سورہ الم سجدہ اور دوسری رکعت میں سورہ دھر یعنی ھَلْ اَتیٰ عَلَی الْاِنْسَانِ کی تلاوت فرمائی ، اس لیے کہ ان دونوں سورتوں میں قیامت کا ذکر ہے اور قیامت جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کو خبر دی گئی جمعہ ہی کے روز واقع ہونے والی ہے تا کہ اس بہانے مصلّیوں میں روز قیامت کا استحضار پیدا ہو جائے۔

اس کے بعد حسب معمول بعد نماز فجر مجلس لگی ، زمانہ جاہلیت کا بھی ذکر چھڑ گیا اور جاہلی شعراء کے بعض اچھے اشعار کا بھی، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:۔

عربی زبان کا بہترین شعر لبید کا شعر ہے جو یہ ہے اَلَا کُلُّ شَیْئٍ مَاخَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز کو فنا ہے۔

آج کی نشست میں ظرافت اور دلبستگی کی باتیں بھی ہوئیں جس میں آپ ﷺ خود بھی شریک ہوئے اور بعض باتوں پر تبسم بھی فرمایا، پھر فرمایا:۔

آج کا دن یعنی جمعہ کا دن افضل ترین دن ہے، تم لوگ اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، تمھارا درود مجھ پر پیش ہوتا ہے۔

یہ سن کر مجلس میں موجود بعض لوگوں نے ادباً عرض کیا :۔

سرکار! آپ کی وفات کے بعد آپ کا جسم اطہر تو مٹی میں مل چکا ہوگا تو پھر آپ پر یہ درود کیسے پیش ہوگا؟

اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے قبروں پر انبیاء کے جسموں کو حرام قرار دیا ہے یعنی وہ باقی رہتے ہیں، مٹی

میں ملتے نہیں ہیں۔

مزید ارشاد فرمایا:۔

اگر کوئی شخص جمعہ کے دن غسل کر کے جلدی مسجد پہنچ جائے اور امام سے قریب بیٹھے اور کوئی لغو کام نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلے اس کو ایک سال کے روزوں اور نمازوں کا ثواب عنایت فرماتے ہیں ،اسی طرح جو شخص جمعہ کو غسل کر کے عطر لگائے اور اچھے کپڑے پہنے، پھر نماز کے لیے سکون کے ساتھ جائے، سنتیں پڑھے، کسی کو تکلیف نہ پہنچائے، خاموشی سے خطبہ سنے اور نماز پڑھے تو اگلے جمعہ تک کے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں ۔

قیامت کی علامت
نااہلوں کو سردار بنانا

معمول کے مطابق دربارِ نبوت میں صحابہ کرام کی ایک جماعت موجود تھی، رحمت عالم ﷺ حسب معمول رشد و ہدایت کے فیضان میں مشغول تھے، اچانک دورانِ گفتگو مجلس میں ایک اعرابی یعنی بدّو داخل ہوا اور آپ ﷺ کی گفتگو کاٹتے ہوئے آپ سے یوں مخاطب ہوا :۔

یہ بتایئے:۔ قیامت کب آئے گی؟

رحمت عالم ﷺ اس کی طرف متوجہ نہیں ہوئے بلکہ اپنی گفتگو جاری رکھی۔

بعض حاضرین مجلس آپس میں یوں کہنے لگے:۔ سرکار دو عالم ﷺ نے غالباً اس بدّو کا سوال نہیں سنا۔

دیگر حاضرین:۔ سنا تو ہے لیکن اس کا سوال آپ کو پسند نہیں آیا، اس لیے آپ نے جواب نہیں دیا۔

رحمت عالم ﷺ :۔ کہاں ہے وہ قیامت سے متعلق سوال کرنے والا؟

بدّو:۔ میں یہیں ہوں۔

رحمت عالم ﷺ:۔ سنو! جب امانت یعنی ایمان داری دنیا سے ختم ہو جائے گی تو قیامت آئے گی۔

بدّو:۔ امانت کیسے ختم ہوگی؟

رحمت عالم ﷺ:۔ جب نااہلوں کو سردار بنایا جائے تو سمجھو! قیامت آ گئی، پھر تم قیامت کا انتظار کرو۔

ساری دعاؤں کی جامع دعا

رحمت للعالمین ﷺ کی زندگی کا بیشتر حصہ اٹھتے بیٹھتے، صبح شام اپنے رحمٰن ورحیم رب کے حضور دست بدعا رہ کر ہی گذرتا تھا، وہ کونسا امکانی خیر تھا جو آپ نے رب العالمین سے طلب نہیں کیا، عام انسانوں کا ذہن بھی جدھر نہیں جا سکتا تھا آپ کا پاکیزہ ذہن اس طرف جاتا، لیکن آپ کے جانثاروں کے لیے مشکل یہ تھی کہ تنہائی اور خلوت کی آپ کی ان مناجاتوں کی تفصیلات کا ان کو پتہ نہیں چلتا تھا، اگر علم ہو بھی جاتا تو اس کو یاد رکھنا مشکل تھا، چنانچہ ہمت کر کے ایک دن دربار نبوت میں آپ کے کچھ جانثار رفقاء حاضر ہوئے اور اس تعلق سے اپنی معروضات پیش کیں، ان کی نمائندگی حضرت ابوامامہؓ نے فرمائی اور ادبا یوں عرض کیا:۔

اے رحمۃ للعالمین! آپ نے خیر کی لائن سے بے شمار دعائیں کی ہیں جو ہمیں یاد نہیں رہتیں؟

یہ سن کر رحمۃ للعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔ کیا میں تمہیں ایسی دعا نہ بتلاؤں جو ان تمام دعاؤں کا احاطہ کرے جو میں نے کی ہیں، تم یوں کہو:

اے اللہ:۔ ہم تجھ سے وہ تمام خیر طلب کرتے ہیں جو تجھ سے تیرے رسول ﷺ نے طلب کیا اور ان تمام شرور سے پناہ مانگتے ہیں جن سے تیرے رسول ﷺ نے پناہ مانگی، تجھ ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے اور تیرا ہی کام اس کو پورا کرنا ہے، تمام طاقتوں اور قوتوں کا مرجع اللہ ہی کی

ذات ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْاَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَاسَاَلَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْکَ الْبَلَاغُ، وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

اللہ سے فریاد کی بے مثال دعا

نبوت کے ابتدائی ایام ہیں، ابھی ہجرت کا حکم نہیں ملا ہے، حق کے علمبردار نبی برحق ﷺ مکہ والوں کی ایذا رسانی سے تنگ آ کر طائف کی وادیوں میں ہیں، لیکن یہاں بھی خلافِ توقع مکہ سے زیادہ تکالیف کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

شکستہ دل، راہ حق کے اس صاحب عزیمت مسافر کا جسم لہولہان ہے اور جوتے خون آلود بدن زخموں سے چور اور پیٹ بھوک کی شدت سے بے قرار، آزمائش کی اس گھڑی میں اپنی بے بسی و مظلومیت، بے قراری و بے چینی کے اظہار کے ساتھ اپنے رحیم و کریم آقا کو منانے کے لیے جو پُر کیف و دل پذیر التجائیں دربارِ الٰہی میں پیش کر رہے ہیں وہ سننے سے تعلق رکھتی ہیں راز و نیاز کے ان اعلیٰ مظاہر میں تصنع و تکلف سے کس قدر دوری ہے اور ریا اور ناموری سے کس قدر احتراز، آپ بھی اس پر ذرا غور کیجیے اور ارحم الراحمین مالک و خالق سے اپنی مناجات میں اسی طرح کی بے ساختگی کی کوشش کیجیے۔

نہ تھمنے والے آنسوؤں کے ساتھ دربارِ الٰہی میں رحمت عالم ﷺ کچھ اس طرح گویا ہیں:۔

اے بارالٰہا! میں تیرے علاوہ کس سے فریاد کروں؟ کس کو اپنا حالِ دل سناؤں؟

اے میرے رب:۔ مجھے اپنی بے بسی اور بے سروسامانی کا احساس ہے، تو ہی مظلوموں کا فریادرس اور بے سہاروں کا سہارا ہے۔

یاالٰہی! کیا تو مجھ سے ناراض ہے جس کی وجہ سے تو مجھے اپنے اور میرے دشمن کے حوالے

کررہا ہے۔

اے ارحم الراحمین! اگر تو مجھ سے ناراض وخفا نہیں تو مجھے کسی کی پروا نہیں، میرے لیے تیری طرف سے دی گئی عافیت ہی کافی ہے۔

میں تیری اس ذات کا حوالہ دے کر جس نے مجھے تاریکیوں سے نکالا اور دنیا وآخرت کے ہر معاملہ کو درست کیا بس صرف اس کا طالب ہوں کہ تو مجھ سے ناراض نہ رہ اور نہ اپنے در سے مجھے دھتکار۔

جب تک تو مجھ سے راضی نہیں ہوگا میں تیری ہی چوکھٹ پر اپنا ماتھا ٹیکوں گا، تمام طاقتوں اور قوتوں کا تو ہی تنہا مالک ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَشْکُو اِلَیْکَ ضَعْفَ قُوَّتِی وَقِلَّةَ حِیْلَتِی وَھَوَانِی عَلَی النَّاسِ.

یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ! اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ وَاَنْتَ رَبِّی، اِلٰی مَنْ تَکِلُنِی، اِلٰی بَعِیْدٍ یَتَجَھَّمُنِی اَمْ اِلٰی عَدُوٍّ مَلَّکْتَهٗ اَمْرِیْ، اِنْ لَمْ یَکُنْ بِکَ عَلَیَّ غَضَبٌ فَلَا اُبَالِی وَلٰکِنَّ عَافِیَتَکَ اَوْسَعُ لِی.

اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْھِکَ الَّذِی اَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ، وَصَلَحَ عَلَیْهِ اَمْرُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ، مِنْ اَنْ تُنْزِلَ بِی غَضَبَکَ اَوْ یَحِلَّ عَلَیَّ سَخَطُکَ، لَکَ الْعُتْبٰی حَتّٰی تَرْضٰی، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِکَ.

اللہ سے ٹوٹے ہوئے دل سے مانگنے کی ادا

حجۃ الوداع کا موقع ہے اور عرفات کا میدان، روئے زمین پر بنی نوع انساں میں انبیاء علیہم السلام کے بعد افضل ترین انسانوں یعنی شمع رسالت کے پروانوں کا جم غفیر ہے، رحمت الٰہی جوش میں ہے اور شیطان لعین افسردہ ومایوس، مغفرت کی بارش ہورہی ہے اور عفو وغفران کی برسات، کرۂ ارض میں دعاؤں کی قبولیت کے افضل ترین خطہ اور سال بھر کی مقبول ترین گھڑی زبانِ نبوت سے اس موقع پر نکلنے والی دعاؤں اور مناجات کے ان مؤثر ترین شہ پاروں کو سنئے

اور فصاحت و بلاغت کے گنجینہ سے نکلنے والی ان التجاؤں پر غور کیجیے جن سے پتھر سے پتھر دل بھی موم ہو جائے۔

رحمٰن و رحیم آقا و مولیٰ کے حضور اس کا محبوب ترین بندہ کچھ یوں دست سوال پھیلا رہا ہے

یاالٰہی! تو میری باتوں کو سنتا ہے، میری جگہ کو دیکھتا ہے اور میرے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے تجھ پر میرا معاملہ کچھ بھی پوشیدہ نہیں ہے، میں بے بس ہوں اور مجبور محتاج اور فریادی، اپنے گناہوں کا معترف ہوں اور تیرے در کا سائل، گڑگڑا کر، آنسو بہا بہا کر، گردن جھکا جھکا کر، تابع و فرماں بردار بن کر تجھ سے رحم کی بھیک مانگتا ہوں، میری ہر ہر ادا پر یارب تیری نظر ہے، میں تجھ سے صرف اس کا طالب ہوں کہ اپنی نگاہ کرم سے مجھے محروم نہ رکھ اور اپنے لطف و عنایت سے بھی دور نہ کر۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَسْمَعُ کَلَامِیْ وَتَرٰی مَکَانِیْ وَتَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ لَایَخْفٰی عَلَیْکَ شَیْءٌ مِنْ اَمْرِیْ، اَنَا الْبَائِسُ الْفَقِیْرُ الْمُسْتَغِیْثُ الْمُسْتَجِیْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِیْ اَسْئَلُکَ مَسْئَلَةَ الْمِسْکِیْنِ وَاَبْتَھِلُ اِلَیْکَ اِبْتِھَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِیْلِ وَاَدْعُوْکَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِیْرِ دُعَاءَ مَنْ خَضَعَتْ لَکَ رَقَبَتُهٗ وَفَاضَتْ لَکَ عَبْرَتُهٗ وَذَلَّ لَکَ جِسْمُهٗ وَرَغِمَ لَکَ اَنْفُهٗ، اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ بِدُعَائِکَ رَبِّ شَقِیًّا وَّکُنْ لِیْ رَءُوْفًا رَّحِیْمًا یَا خَیْرَ الْمَسْئُوْلِیْنَ۔

حسن صورت کے ساتھ حسن سیرت عطا فرمانے کی دعا

کاشانۂ نبوت کی چھت کھجور کے پتوں کی ہے اور دیواریں کچی مٹی کی، گھر کی چوڑائی صرف سات ہاتھ اور لمبائی صرف دس ہاتھ، اندرون گھر چارپائی کے پاس ایک تھیلا ہے جس میں سرمہ دانی، عطردان، قینچی، کنگھی، تیل کی شیشی اور آئینہ وغیرہ ہیں جو گاہے بگاہے استعمال کے لیے رحمت عالم ﷺ اس میں سے نکالتے ہیں اور واپس اسی میں رکھ دیتے ہیں۔

کل ہی رمضان المبارک کی بابرکت ساعتوں کا سلسلہ ختم ہوا ہے اور آج عید الفطر کا دن ہے ایک طرف مسجد نبوی سے کچھ ہی دور ایک کھلی جگہ پر عیدگاہ میں جانثاروں کی جماعت نئے اور

رنگ برنگے کپڑوں میں اپنے بچوں کے ساتھ امام الانبیاء ﷺ کے انتظار میں بیٹھے ہیں، دوسری طرف نئے کپڑوں میں ملبوس سیاہ عمامہ پہنے ہوئے چاند سے زیادہ حسن لیے رحمۃ للعالمین ﷺ عیدگاہ جانے کے لیے کاشانہ نبوت میں تیار ہو رہے ہیں، گھر سے نکلنے سے پہلے آئینہ پر نظر پڑتی ہے تو احسن الخالقین کی صفت خلاقیت اور حسن تخلیق پھر ایک بار مستحضر ہو جاتی ہے۔

اپنے وقت کا حسین ترین انسان، حسن و جمال کا عظیم پیکر، معصوم و نورانی چہرہ، آفتاب سے زیادہ حسن، سرگیں آنکھیں، نرم و لطیف رخسار، دراز پلکیں، سرخ اور تبسم فرماتے لب، ان سب کے مجموعے نے ذاتِ نبوی میں حسن و جمال کا عجیب امتزاج پیدا کر دیا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ کائنات کا کل حسن اسی میں سمٹ آیا ہے اور اس کے اندر جمال قدسی کا حسین و قابلِ رشک نمونہ جمع ہو گیا ہے۔

کوئی اور ہوتا تو اپنے اس معصوم و نورانی اور حسن تخلیق کے آئینہ دار چہرہ کو آئینہ میں دیکھ کر اس موقع پر یہی دعا کرتا کہ

اے احسن الخالقین! تیرے دیئے ہوئے اس حسن و جمال کو نظر بد سے محفوظ رکھ اور اس میں مزید اضافہ فرما۔

لیکن وَاِنَّکَ لَعَلیٰ خُلُقٍ عَظِیْمٍ کی صفت قرآنی کے حامل اور حسن سیرت کی تعمیر کے عظیم مشن کو لے کر اس دنیا میں آنے والے روئے زمین کے سب سے محبوب بندۂ خدا پر اس موقع پر بھی اپنے جسم و بدن کی تحسین کی برقراری کے بجائے اپنے اخلاق و کردار کی تزئین و تعمیر کی فکر دامن گیر ہوتی ہے، فوراً زبانِ مبارک سے یہ جملے گھر والوں کو سننے کو ملتے ہیں :۔

اے اللہ! تو نے جس طرح میری شکل و صورت کو حسن و جمال سے نوازا ہے اسی طرح میرے اخلاق و کردار کو بھی حسن سیرت سے سنوار دے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِی فَحَسِّنْ خُلُقِی ؕ

چار کلمات کا دن بھر کے اذکار پر بھاری ہونا

آج ازواج مطہرات میں ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے یہاں رات گذارنے کی رحمت عالم ﷺ کی باری تھی۔

رحمت عالم ﷺ حسب معمول نماز فجر کے لیے مسجد نبوی تشریف لے گئے تو معمول کے مطابق حضرت جویریہؓ اپنے گھر میں نماز کے بعد اسی مصلی پر بیٹھ کر ذکر میں مشغول ہوگئیں جس پر پچھلے پہر وہ آہ سحر گاہی کے ساتھ تہجد اور نماز فرض ادا کر چکی تھیں، آپ ﷺ اشراق کے بعد واپس اپنے حجرہ مبارکہ تشریف لائے تو ان کو اسی مصلّے پر بیٹھے ہوئے ذکر میں مشغول پایا، اس کے بعد شوہر نامدار اور زوجہ مطہرہ کے درمیان جو گفتگو ہوئی وہ کچھ اس طرح تھی:۔

رحمت عالم ﷺ:۔ اے جویریہ ! یہ کیا، تم ابھی تک اسی حالت میں بیٹھی ذکر کر رہی ہو جس حالت میں صبح کی نماز سے پہلے میں تم کو چھوڑ کر گیا تھا؟

جویریہ ! جی ہاں

رحمت عالم ﷺ:۔ اے جویریہ! میں نے اس دوران تین دفعہ چار کلمات ایسے کہے جو تمہارے دن بھر کے ان اذکار پر بھاری تھے، سنو! وہ یہ ہیں:۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ.

اللہ تعالیٰ کی ذات ہر عیب اور کمی سے پاک ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور یہ تسبیح وتحمید اتنی مرتبہ میں کرتا ہوں جتنی اس کی مخلوقات کی تعداد ہے اور جتنی مرتبہ سے وہ راضی ہو جائے اور اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اس کے کلمات کے لکھنے کے لیے جتنی روشنائی کی ضرورت ہے اس کے برابر۔

لمبی نماز پڑھا کر لوگوں کو آزمائش میں نہ ڈالنے کی نصیحت

معاذ بن جبلؓ کا معمول تھا کہ فرض نمازوں میں مسجد نبوی میں نبی رحمت ﷺ کے ساتھ شریک ہوتے اور پھر واپس اپنے قبیلہ بنوسلمہ میں جا کران کی امامت کرتے۔

ایک دن معمول کے مطابق وہ عشاء کی نماز مسجد نبوی میں ادا کر کے اپنے محلّہ میں بنوسلمہ کی امامت کررہے تھے کہ ایک شخص اپنے دواونٹوں کے ساتھ آیا اور انھیں کنارے باندھ کران کے ساتھ عشاء کی جماعت میں شریک ہوگیا، لیکن جب دیکھا کہ امام نے پہلے تو سورہ بقرہ جیسی طویل سورت پڑھی، پھر سورہ نساء شروع کی تو اس سے رہا نہیں گیا، اس نے جماعت سے علیحدگی اختیار کی اور اپنی نماز خود مکمل کرلی، اس نے حضرت معاذؓ کو اس عمل پر کچھ برا بھلا بھی کہا۔

اس کی اطلاع جب رحمت عالم ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ نے اس شخص کو بلا بھیجا اور پوچھا:۔

تم نے معاذ کو ایسا کیوں کہا؟

اس نے شکایت کی کہ ہم دن بھر کے تھکے رہتے ہیں اس کے باوجود معاذ اتنی لمبی نماز پڑھاتے ہیں!

یہ سن کر رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:۔

اے معاذ! تم لوگوں کو اتنی لمبی نماز پڑھا کر آزمائش میں ڈال رہے ہو، تین بار اس جملہ کو آپ نے دہرایا، پھر فرمایا:۔ تم نے اس کے بجائے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى /وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا /وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى کیوں نہیں پڑھی، کیا تمھیں معلوم نہیں کہ تمھارے ساتھ نماز پڑھنے والوں میں بوڑھے بھی ہیں اور کمزور بھی اور ضرورت مند بھی۔

دوسروں کے بارے میں بدگمانی سے ممانعت

آج ایک جنازہ آیا تو رحمت عالم ﷺ سے عمر فاروق کہنے لگے:۔

اے اللہ کے رسول ﷺ ! آپ اس شخص کی نماز جنازہ مت پڑھایئے، یہ فاسق تھا۔

یہ سن کر آپ ﷺ نے نماز جنازہ کے لیے صف بستہ صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:۔ ہے تم میں کوئی جو اس شخص کے متعلق اس کے کسی نیک عمل کی گواہی دے؟

ایک شخص یہ سن کر کہنے لگا:۔

جی ہاں، میں نے اس کو اللہ کے راستہ میں یعنی جہاد کے موقع پر رات کو مجاہدین کا پہرہ دیتے ہوئے دیکھا ہے۔

یہ سن کر آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کی قبر میں اپنے دست مبارک سے مٹی بھی ڈالی، پھر میت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

تمھارے ساتھی تو تم کو دوزخی سمجھ رہے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ تم جنتی ہو۔ اس کے بعد عمر فاروق کی طرف متوجہ ہو کر یوں فرمایا:۔ عمر! تم سے دوسروں کے اعمال بد کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا، بلکہ اعمالِ خیر کے متعلق پوچھا جائے گا۔

گھر میں سونا رہ جانے سے تشویش میں مبتلا ہونا

سرکار دو عالم ﷺ کا معمول تھا کہ ہر نماز کے بعد اسی مصلی پر تشریف رکھتے اور اپنے اوراد و معمولات پورے فرماتے، اس کے بعد حسب موقع مجلس ہوتی، خلاف معمول آج عصر کی نماز پڑھا کر جیسے ہی سلام پھیرا، تیزی سے نمازیوں کی گردنوں کو پھاندتے آپ کسی سے کچھ کہے بغیر گھر تشریف لے گئے۔

معمول کے خلاف آپ ﷺ کے اس عمل پر ہر کسی کو تعجب ہوا، کسی کی سمجھ میں نہیں آیا کہ رحمت

عالم ﷺ نے آج ایسا کیوں کیا، سب نے سوچا یقیناً کوئی اہم بات پیش آئی ہوگی جس کی اطلاع ہمیں دینا آپ نے شاید مناسب نہیں سمجھا، کچھ لوگ تو گھبرا بھی گئے کہ پتہ نہیں، کوئی حادثہ یا ماجرا تو پیش نہیں آیا۔

تھوڑی دیر میں آپ ﷺ واپس تشریف لائے، لوگوں کے چہرے دیکھ کر آپ کو خود اندازہ ہوگیا کہ آپ کے اس عمل سے لوگ الجھن میں پڑھ گئے ہیں، چنانچہ اس کی وجہ خود آپ نے بیان فرمائی اور ارشاد فرمایا:۔

نماز میں مجھے یاد آ گیا کہ گھر میں کچھ سونا رہ گیا ہے، مجھے یہ بات پسند نہیں آئی کہ میرا دل اس میں لگا رہے، اس لیے میں گھر جا کر اس کو خیرات کرنے کا حکم دے آیا ہوں۔

مالداروں کی نیکی سے آگے بڑھ جانے والا عمل

اصحاب صفہ کے علاوہ بھی صحابہ کرام میں ایک بڑی تعداد ان لوگوں کی تھی جن کی مالی حیثیت اچھی نہیں تھی، تنگ دستوں میں ان کا شمار ہوتا تھا، لیکن دوسری طرف برابر ان کو اپنی نیکیوں میں اضافہ کی بھی فکر دامن گیر رہتی تھی اور وہ صبح شام اس کے لیے کوشاں بھی رہتے، جب وہ دوسرے خوشحال صحابہ کو دیکھتے کہ وہ اللہ کے راستہ میں برابر خرچ کر رہے ہیں تو دل میں یوں سوچتے کہ کاش! ہمارے پاس بھی مال ہوتا تو ہم بھی ان کی طرح راہ خدا میں خرچ کرتے اور نیکیوں میں ان کے برابر ہونے کی کوشش کرتے۔

بہت دنوں تک وہ اپنی ان نیک خواہشات کو دبائے نہیں رہ سکے، ایک دن ہمت کر کے یہ لوگ دربار نبوت میں حاضر ہوئے اور اپنی ان دلی کیفیات کا آپ کی خدمت میں پہنچ کر کچھ یوں اظہار فرمایا:۔

یارسول اللہ ﷺ! مالدار تو ہم سے نیکیوں میں آگے بڑھ گئے، ان کی نمازیں اور روزے تو

ہماری طرح ہی ہیں، مزید وہ اپنے مال کی بدولت حج وعمرہ کرتے ہیں اور اللہ کے راستہ میں جہاد اور صدقات کی وجہ سے بھی ان کو ہم پر فضیلت حاصل ہے۔

رحمت عالم ﷺ نے کار خیر میں سبقت کا ان کا یہ جذبہ دیکھ کر یوں فرمایا:۔

کیا میں تم کو ایسا عمل نہ بتاؤں جس سے تم ان مالداروں سے آگے بڑھ جاؤ اور تمھارے اگلے اور پچھلے لوگوں میں کوئی اس میں تمہاری برابری نہ کر سکے سوائے اس شخص کے جو اس عمل کو بھی کرے، تم ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمدللہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر کہو۔

خدا کی قسم! جتنا بتایا گیا میں اتنا ہی کروں گا

رحمت عالم ﷺ معمول کے مطابق مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے کہ ایک نجدی بدّو یعنی دیہاتی جس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے ہانپتے ہوئے آیا اور بے تکلف کچھ سوالات آپ ﷺ سے کرنے لگا۔

شروع میں تو حاضرین مجلس کو اس کی گفتگو سمجھ میں نہیں آئی، لیکن بعد میں معلوم ہو گیا کہ وہ اسلام سے متعلق کچھ دریافت کر رہا تھا، اس کی گفتگو کچھ یوں تھی:۔

بدّو۔ سرکار :۔ بتایئے اسلام کیا ہے؟

رحمت عالم ﷺ:۔ رات دن میں پانچ وقت کی نماز پڑھنا۔

بدّو:۔ ان فرض نمازوں کے علاوہ کچھ اور نمازیں تو مجھ پر ضروری نہیں ہیں نا ؟

رحمت عالم ﷺ:۔ ہاں اتنی ہی نمازیں فرض ہیں، اس کے علاوہ کچھ نہیں، الّا یہ کہ تم خود نفل نماز پڑھنا چاہو، اس کے بعد رمضان کے روزے۔

بدّو:۔ اس کے علاوہ اور کوئی روزہ تو فرض نہیں ہے؟

رحمت عالم ﷺ:۔ نہیں، الّا یہ کہ تم سنت روزے رکھو، اس کے بعد زکاۃ۔

بدّو۔ اس کے علاوہ کوئی اور زکاۃ تو فرض نہیں؟

رحمت عالم ﷺ:۔ نہیں، الّا یہ کہ تم خود نفل صدقہ کرنا چاہو۔

آپ ﷺ کی یہ باتیں سن کر وہ یہ کہتے ہوئے واپس جانے لگا۔

خدا کی قسم:۔ جتنا مجھے بتایا گیا ہے میں اتنا ہی کروں گا، نہ اس میں زیادتی کروں گا اور نہ کمی۔

مہمان کی خاطر بھوکا رہنے سے
اللہ کی رضامندی کا پروانہ

عشاء کی نماز ہو چکی ہے اور اکثر لوگ گھر جا چکے ہیں، رحمت عالم ﷺ کے ساتھ کچھ مسجد میں رہ گئے ہیں، اچانک ایک مسافر مسجد میں داخل ہوتا ہے، ناقابل برداشت بھوک کی وجہ سے اس سے رہا نہیں جاتا اور خدمت اقدس میں حاضر ہو کر وہ یوں گویا ہوتا ہے :۔

اے اللہ کے رسول! مجھے اس وقت سخت بھوک لگی ہے۔

دوسرے الفاظ میں زبانِ حال سے وہ یوں کہنا چاہ رہا ہے کہ یا تو آپ ﷺ خود میرے لیے فوری کچھ کھانے کا انتظام فرمائیں یا پھر کسی دوسرے سے اس کا بندوبست کرائیں۔

رحمت عالم ﷺ کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ اس اجنبی مسافر کی خدمت اور ضیافت کی سعادت خود حاصل کریں، چنانچہ سب سے پہلے مسجد نبوی کے اردگرد موجود گھر نما کمروں میں قیام پذیر متعدد ازواجِ مطہرات سے معلوم کرایا کہ کیا اس مہمان کے لیے کچھ نظم ہو سکتا ہے؟ ہر جگہ سے یہی جواب آیا کہ آج ہمارے گھر میں سوائے پانی کے کچھ بھی نہیں۔

اپنے کسی گھر سے اس کا نظم نہ ہو سکنے کی اطلاع پا کر آپ ﷺ نے اس وقت مسجد میں موجود صحابہؓ سے ارشاد فرمایا:۔

تم میں سے اس مسافر مہمان کی مہمان نوازی کا شرف جو حاصل کرے گا اللہ اس پر رحم کرے گا۔

یہ خوشخبری سن کر ایک انصاری صحابی نے عرض کیا:۔

یارسول اللہ! میں اس کے لیے تیار ہوں، یہ کہہ کر وہ ان کو اپنے ساتھ اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے فرمایا:۔

دیکھو! یہ اللہ کے رسول کے مہمان ہیں، ان کی ضیافت میں کسی طرح کی کمی نہ کرنا۔

یہ سن کر وہ کہنے لگی:۔ اس وقت تو گھر میں خود ہمارے لیے کھانا نہیں ہے، صرف بچوں کے لیے تھوڑا سا کھانا رہ گیا ہے، یہ سن کر انھوں نے اپنی وفا شعار بیوی سے فرمایا:۔

تم بچوں کو کسی بہانے سلا دو، پھر چراغ جلاؤ اور مہمان کے لیے کھانا لگاؤ۔

شوہر کے حسب حکم اس فرماں بردار بیوی نے اپنے معصوم بچوں کو بھوکا سلا دیا اور چراغ جلا کر مہمان کے لیے کھانا لگا دیا۔

جب مہمان کھانے لگا تو چراغ درست کرنے کے بہانے اس انصاری صحابی نے جا کر اس کو بجھا دیا تا کہ مہمان کے لیے کھانے میں کمی نہ ہو اور وہ اندھیرے میں یہ سمجھتا رہے کہ میزبان بھی کھا رہا ہے، اس طرح بچوں کے لیے رکھا ہوا وہ کھانا اجنبی مہمان نے تناول فرما لیا اور میاں بیوی نے اپنے بچوں کے ساتھ اس اجنبی مسافر مہمان کی خاطر بھوکے رہ کر رات گذاری۔

اگلے دن صبح دونوں میاں بیوی حسب معمول مسجد نبوی میں نماز کے لیے حاضر ہوئے آپ ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا:۔

رات تم دونوں میاں بیوی کے اس عملِ ضیافت سے خوش ہو کر اللہ تعالیٰ ہنس پڑے اور

تمھارے متعلق سورۂ حشر کی یہ آیت نازل فرمائی:۔

''یہ وہ لوگ ہیں جو خود بھوکے رہ کر دوسروں کو کھانا کھلاتے ہیں''

وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ .

مغفرت کی دعا میں سب کو شامل کرنا

رحمت عالم ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرماتے تھے کہ ایک بدّو مسجد میں داخل ہوا اور یوں دعا کرنے لگا:۔

''اے اللہ! میری اور محمد ﷺ کی مغفرت کر اور کسی کی مغفرت نہ کر''۔

یہ سن کر آپ ﷺ ہنس پڑے اور اس سے یوں فرمایا:۔

تم نے تو اللہ کی رحمت کو محدود کر دیا، یعنی تم نے صرف میرے لیے اور تمھارے لیے مغفرت کیوں طلب کی؟ سب کے لیے مغفرت مانگتے!

پھر وہی بدّو مسجد کے ایک کونے میں جا کر پیشاب کرنے لگا۔

یہ ماجرا دیکھ کر لوگ اس کو مخاطب کرتے ہوئے بڑی آواز سے کہنے لگے:۔

ارے! یہ کیا کر رہے ہو؟

لیکن آپ ﷺ نے اس پر اُف تک نہ فرمایا، نہ اس کو اس پر برا بھلا کہا اور نہ اس کو ڈانٹا، بلکہ لوگوں سے یوں فرمایا:۔ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔

اس کی اس حرکت پر البتہ رحمت عالم ﷺ نے اس سے صرف یہ جملہ ارشاد فرمایا:۔

مسجد تو اللہ کے ذکر اور نماز کے لیے بنائی جاتی ہے، اس میں پیشاب کیا نہیں جاتا۔

پھر آپ ﷺ نے اس وقت وہاں موجود کچھ صحابہ کو حکم دیا کہ اس پیشاب کی جگہ پر پانی لا کر بہا دیا جائے، چنانچہ صحابہ نے ایسا ہی کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:۔ تم لوگ نرمی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو نہ کہ سختی کرنے والے۔

جنتی کھیتی باڑی کی اجازت طلب کرے گا

حسب معمول مجلس لگی ہوئی تھی اور رحمت عالم ﷺ اپنے اصلاحی ملفوظات سے حاضرین کو مستفیض فرما رہے تھے۔

اتفاق سے آج اس مجلس میں ایک بدو بھی تھا، دوران گفتگو جنت کی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

ایک جنتی اپنے رب سے کھیتی باڑی کی اجازت طلب کرے گا، اس پر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا:۔ تمہیں تو یہاں جنت میں من چاہی چیزیں میسر ہیں۔

اس پر وہ جنتی کہے گا:۔ بے شک، مگر پھر بھی میں کھیتی کرنا چاہتا ہوں، چنانچہ اس کو کھیتی کی اجازت دی جائے گی، جب وہ کھیتی کے لیے بیج بوئے گا تو پلک جھپکتے ہی کھیتی تیار ہو جائے گی اور اس قابل ہو جائے گی کہ وہ اس کو کاٹ سکے، اس کی بالیاں پہاڑوں کے مانند بڑی اور اونچی ہوں گی، اس پر اللہ تعالیٰ اس جنتی سے ارشاد فرمائے گا:۔

اے ابن آدم ! اب تو تمہاری خواہش پوری ہوئی، لیکن یاد رکھنا تمہارا پیٹ کسی چیز سے بھرنے والا نہیں یعنی تم برابر اس کے بعد بھی دوسری چیزوں کو طلب کرتے رہو گے۔

آپ ﷺ کی یہ گفتگو سن کر مجلس میں موجود وہ بدو کہنے لگا۔

سرکار:۔ یہ کھیتی کرنے والا جنتی تو مدینہ کا کوئی انصاری یا مکہ کا کوئی قریشی ہی ہو سکتا ہے، ہم تو نہیں ہوں گے، اس لئے کہ ہم کھیتی نہیں کرتے، یہ لوگ ہی کھیتی کرتے ہیں۔

اس بدو کا یہ دلچسپ و مزاحیہ تبصرہ سن کر بے اختیار رحمت عالم ﷺ ہنس پڑے۔

سورۃ فاتحہ میں شفا کے اثرات

آج مجلس میں کچھ لوگ حاضر ہوئے اور ایک اہم پیش آمدہ مسئلہ کے متعلق آپ ﷺ سے دریافت کیا اور اس سلسلہ میں اپنے ساتھ پیش آنے والا واقعہ بھی تفصیل سے کچھ یوں بیان کیا:

ہم کچھ ساتھی اپنے سفر کے دوران ایک عرب قبیلہ کے پاس سے گذرے، ہم نے ان سے درخواست کی کہ وہ ہماری میزبانی کریں، لیکن انھوں نے اس سے انکار کر دیا، وہاں ہمارے قیام کے دوران ان کے سردار کو ایک بچھو نے ڈنک مارا، کسی بھی علاج سے اس کو صحت یابی نہیں ہوئی، بالآخر وہ آپس میں کہنے لگے کہ ان مسافروں میں جو ہمارے یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں شاید کوئی ایسا شخص موجود ہوگا جو اس کا علاج جانتا ہو، بالآخر یہ لوگ ہمارے پاس آئے اور یہ پوچھنے لگے:۔ کیا تم میں سے کسی کے پاس اس کا علاج ہے؟ ہم نے کہا:۔ علاج تو ہم جانتے ہیں، لیکن چونکہ تم لوگوں نے ہماری میزبانی سے انکار کر دیا تھا اس لیے ہم علاج نہیں کریں گے ،الّا یہ کہ تم وعدہ کرو کہ ہم لوگوں کو اس کا علاج کرنے پر کچھ معاوضہ دو گے، آخر کار انہوں نے علاج کے عوض ہمیں کچھ بکریاں دینے کا وعدہ کیا، اس کے بعد ہمارے قافلہ سے ابوسعیدؓ خدری اس بیمار سردار کے پاس گئے اور سورہ فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کر دیا جس سے وہ اسی وقت شفایاب ہو گیا اور ہمیں حسب وعدہ اس کے عوض انہوں نے بکریاں بھی دیں، سب ساتھیوں نے ان کو آپس میں بانٹنے کا مشورہ دیا، لیکن ابوسعید خدری کو اس سلسلہ میں تردد ہوا کہ قرآن پڑھنے پر اجرت لی جا سکتی ہے یا نہیں؟ بالآخر یہ بات طے ہوئی کہ جب تک ہم دربار نبوت میں حاضر ہو کر اس سلسلہ میں یہ دریافت نہ کر لیں کہ یہ ہمارے لیے حلال ہے یا حرام اس کو نہیں لیں گے؛ اب آپ ہی بتایئے اے رحمت عالم ﷺ کہ یہ بکریاں ہمارے لیے جائز ہیں یا نہیں؟ یہ سن کر رحمت عالم ﷺ ہنس پڑے اور پوچھا:۔ پہلے تم یہ بتاؤ کہ تمہیں یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ سورہ فاتحہ میں شفا ہے؟ اس کو کھاؤ اور میرا بھی اس میں حصہ رکھو۔

کیا میرا شمار بھی ان ستر ہزار لوگوں میں ہوگا

آج خلافِ معمول رحمت عالم ﷺ اپنے حجرہ شریفہ سے باہر تشریف لائے اور مسجد میں داخل ہوئے، پھر وہاں موجود صحابہ کرام سے فرمانے لگے:۔

میں نے آج خواب میں دیکھا کہ پچھلی تمام امتوں کو میرے سامنے لایا گیا، میں کیا دیکھتا ہوں کہ کسی نبی کے ساتھ صرف ایک امتی ہے، کسی کے ساتھ صرف دو اور کسی کے ساتھ ایک چھوٹی سی جماعت، ایک نبی ایسے بھی ہیں جن کے ساتھ کوئی امتی نہیں، میں نے اس دوران ایک بہت بڑی جماعت دیکھی جس سے آسمان کے کنارے بھر گئے تھے، میں سمجھا کہ شاید یہ میری امت ہے، لیکن مجھے بتایا گیا کہ یہ آپ کی نہیں بلکہ حضرت موسیٰ کی امت ہے، مجھ سے کہا گیا کہ ادھر دوسری طرف دیکھیے، میں نے دیکھا تو ایک بہت بڑی جماعت ہے جس سے آسمان کے کنارے بھر گئے ہیں، فرشتوں نے بتایا کہ یہ آپ کی امت ہے اور اس میں ستر ہزار ایسے لوگ ہیں جو بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے، اس آخری جملہ پر اپنی گفتگو ختم فرما کر آپ ﷺ واپس گھر تشریف لے گئے۔

حاضرین مجلس آپس میں کہنے لگے:۔

یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں؟ ہم تو نہیں ہو سکتے، اس لیے کہ ہم تو وہ لوگ ہیں جو شرک کی حالت میں پیدا ہوئے اور بعد میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، ہو سکتا ہے یہ ہماری اولاد ہو جو پہلے دن سے ایمان پر ہیں۔

صحابہ کرام کی یہ باتیں حجرہ شریفہ میں جب آپ ﷺ کے کانوں تک پہنچیں تو آپ ﷺ

نے واپس آ کر اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

یہ ستر ہزار وہ لوگ ہوں گے جو بدفالی یعنی بدشگونی نہیں لیتے، نہ تعویذ گنڈے کرتے ہیں اور نہ علاج کے لیے اپنے بدن کے اعضاء پر داغ لگاتے ہیں، بلکہ صرف اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

یہ سن کر حاضرین مجلس میں سے ایک صحابی جن کا نام عکاشہ بن محصن تھا اپنی جگہ سے اٹھے اور رحمت عالم ﷺ سے یوں کہنے لگے:۔

یارسول اللہ ﷺ! کیا میرا شمار بھی ان خوش قسمت ستر ہزار لوگوں میں ہوگا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:۔ تم ان میں سے ہو۔

اس کے بعد ایک اور صحابی اٹھے اور پوچھنے لگے:۔ کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:۔

عکاشہ تم سے بازی لے گئے یعنی سب سے پہلے اس کے متعلق سوال کر کے ان خوش نصیبوں میں شامل ہو گئے اور تم سوال کرنے میں یعنی خواہش کے اظہار میں تاخیر کی وجہ سے پیچھے رہ گئے۔

اللہ کی بخشش کی بے پناہ ادائیں

چاندنی رات تھی، رحمت عالم ﷺ کاشانۂ نبوت سے اچانک نکل کر تنہا ہی خلاف معمول احد پہاڑ کی طرف پیدل چل پڑے۔

اتفاق سے ابوذر غفاریؓ کی نظر آپ ﷺ پر پڑی، انہوں نے سمجھا کہ شاید آج اکیلے ہی آپ ﷺ کہیں جانا چاہتے ہیں، کسی کا اپنے ساتھ رہنا آپ ﷺ کو پسند نہیں، چنانچہ وہ بھی خاموشی سے چاندنی کے سایہ میں آپ ﷺ سے الگ دور دور چلنے لگے، اچانک آپ ﷺ کی نگاہ ان پر پڑی لیکن آپ ﷺ نے انھیں پہچانا نہیں اور پوچھا:۔

کون ہو؟

ابوذر نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! میں ابوذر ہوں۔

رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: چلو میرے ساتھ۔

چنانچہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ چلے، چلنے کے دوران آپ ﷺ نے فرمایا:۔ قیامت کے روز مالدار ہی تنگدست ہوں گے، مگر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اس مال کو اس کی راہ میں خرچ کرے۔

اسی دوران جب احد پہاڑ پر نظر پڑی تو آپ ﷺ نے ابوذر کو مخاطب کر کے یوں فرمایا:

ابوذر:۔ سنو! اگر میرے پاس اس احد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہو تو یہ مجھے پسند نہیں کہ اللہ کی راہ میں خرچ کیے بغیر اس پر تین دن گذریں اور اس میں سے ایک سونے کی اشرفی بھی میرے پاس رہ جائے اِلّا یہ کہ قرض کی ادائیگی کے لیے اسے میں نے بچا کر رکھا ہو، میں تو اللہ کے بندوں میں اس کو بانٹنا ہی پسند کروں گا۔

تھوڑی دیر دونوں چلتے رہے یہاں تک کہ ایک ایسی جگہ بیٹھنے کا آپ ﷺ نے انھیں حکم دیا جو ہموار تھی اور اس کے اردگرد پتھر تھے، پھر آپ ﷺ نے ابوذر سے فرمایا:۔

جب تک میں لوٹ کر نہ آؤں تم یہیں بیٹھے رہنا۔

ابوذر کہتے ہیں کہ میں یہیں بیٹھا رہا، کچھ دیر کے بعد ایک زوردار آواز سنائی دی، میں ڈر گیا کہ کہیں آپ ﷺ کے ساتھ کوئی ناگوار حادثہ تو پیش نہیں آیا، پھر میرے دل میں خیال آیا کہ چل کر دیکھوں کہ کیا ماجرا ہے، لیکن پھر آپ ﷺ کا حکم مجھے یاد آ گیا کہ واپسی تک اس جگہ سے نہ ہلنا، چنانچہ میں وہیں بیٹھا رہا۔

تھوڑی دیر کے بعد آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو آپ کی زبانِ مبارک پر یہ جملہ تھا۔

"اگرچہ اس نے چوری کی ہو اور زنا کیا ہو"

میں نے عرض کیا، سرکار! آپ پر میری جان قربان، آخر تھوڑی دیر پہلے آپ یہاں کس

سے گفتگو فرما رہے تھے، آپ کی بات کا کوئی جواب بھی مجھے سنائی نہیں دے رہا تھا۔

اس پر آپ ﷺ نے مجھ سے دریافت کیا:۔

تو کیا تم نے بھی وہ آواز سنی تھی؟ وہ جبرئیل تھے، میرے پاس آئے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ اپنی امت کو یہ خوش خبری سناؤ کہ ان میں سے جس کا انتقال اس حال میں ہو جائے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو، وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا، اس پر میں نے آپ ﷺ سے پوچھا:۔ چاہے اس کلمہ گو نے چوری کی ہو اور زنا کیا ہو؟

آپ ﷺ نے فرمایا:۔ چاہے اس نے چوری کی ہو اور زنا کیا ہو۔

میں نے پھر پوچھا:۔ چاہے اس نے چوری کی ہو اور زنا کیا ہو؟

آپ ﷺ نے فرمایا:۔ ہاں۔

اب تو ذرا بھی گنجائش نہیں

حضرت ابو ہریرہ ان لوگوں میں سے تھے جن کو شاید ہی دو روز مسلسل کھانا میسر آتا ہو، بھوکا رہ کر صبر کرنا اب ان کی عادتِ ثانیہ بن گئی تھی لیکن جب بھوک ناقابل برداشت ہوتی تو پیٹ پر پتھر باندھ کر اور اپنا پیٹ زمین سے لگا کر وہ لیٹ جاتے تاکہ بھوک کی شدت کا احساس کم ہو، لیکن آج بھوک کی شدت سے کچھ زیادہ ہی پریشان ہوئے اور ان سے رہا نہیں گیا، اس دوران پیش آنے والا اپنا ایک دلچسپ قصہ وہ خود بیان کرتے ہیں، انھیں کی زبانی سنیے:۔

ایک دن میں بھوک سے نڈھال ہو گیا، جب حالت ناقابل برداشت ہو گئی تو راستہ میں جا کر بیٹھ گیا، صدیق اکبر کا وہاں سے گذر ہوا تو میں نے انہیں روک کر کتاب اللہ کی ایک آیت کے متعلق دریافت کیا، مقصد یہ تھا کہ وہ میری تکلیف کو محسوس کریں لیکن وہ میرا مدعا سمجھ نہیں سکے اور آگے بڑھ گئے، کچھ ہی دیر میں عمر فاروق کا بھی اسی راستہ سے گذر ہوا، ان سے بھی میں

نے اسی طرح کا سوال کیا لیکن وہ بھی میری منشا سمجھ نہیں سکے اور چل دیے، اس کے بعد رحمت عالم ﷺ کا میرے پاس سے گذر ہوا تو مجھے دیکھ کر آپ ﷺ نے مسکرایا اور میرا مقصود بھانپ لیا، آپ ﷺ نے مجھے پکارا:۔ ابو ہریرہ! میں نے کہا:۔ حاضر ہوں یارسول اللہ! آپ ﷺ نے کہا:۔ چلو میرے ساتھ، چنانچہ میں حسب حکم آپ ﷺ کے ساتھ ہو گیا، آپ ﷺ مجھے لے کر کاشانۂ نبوت میں داخل ہوئے، وہاں دودھ کا ایک پیالہ رکھا ہوا تھا، اندر گھر میں زوجہ مطہرہ سے دریافت فرمایا:۔ یہ کہاں سے آیا ہے؟ جواب ملا کہ فلاں نے آپ کو ہدیہ بھیجا ہے، آپ ﷺ نے مجھے پھر پکارا:۔ ابو ہریرہ! میں نے کہا:۔ حاضر ہوں یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا:۔ اصحاب صفہ یعنی چبوترے پر جو لوگ ہیں ان کو بلاؤ۔ یہ وہ لوگ تھے جن کی ضیافت عام مسلمان کرتے تھے، ان کا نہ کوئی ٹھکانہ تھا اور نہ گھر، جب بھی آپ ﷺ کے پاس صدقہ کا کھانا آتا تو خود آپ ﷺ اس کو نہ کھاتے بلکہ ان لوگوں کو بلا کر کھلاتے، البتہ ہدیہ آتا تو خود بھی تناول فرماتے اور ان کو بھی اس میں شریک دسترخوان فرماتے، جب آپ ﷺ نے مجھے انھیں بلانے کا حکم دیا تو یہ بات مجھے اچھی نہیں لگی، میں نے دل ہی دل میں کہا:۔ یہ ایک پیالہ ان سب کے لیے کیسے کفایت کر سکتا ہے، جب کہ ناقابل برداشت بھوک کی وجہ سے میں خود بھی اس دودھ کو پینے کا سب سے پہلے حقدار و مستحق ہوں تاکہ میری کمزوری دور ہو کر مجھ میں طاقت واپس آئے، مجھے یہ بھی معلوم تھا کہ جب میں ان لوگوں کو بلا کر لاؤں گا تو آپ مجھ سے کہیں گے:۔ ابو ہریرہ! تم ہی ان کو پلاؤ۔

خیر، میرے لیے تو اللہ اور رسول کی اطاعت ضروری تھی؛ اس لیے تعمیل ارشاد میں میں انھیں بلا آیا، جب وہ سب لوگ کاشانۂ نبوت میں آ کر بیٹھ گئے تو آپ ﷺ نے پھر مجھے آواز دی:۔ ابو ہریرہ! میں نے کہا:۔ حاضر ہوں یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا:۔ اس پیالہ کو اٹھاؤ اور ان کو تم ہی پلاؤ، میں پیالہ اٹھا کر ایک ایک کو پلاتا گیا، جب وہ خوب سیراب ہوتا، پھر دوسرے کو دیتا، یہاں تک کے سب فارغ ہوئے اور پیالہ آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے مسکرا کر

فرمایا:۔ ابوہریرہ! میں نے کہا:۔ حاضر ہوں یارسول اللہ! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔ اب تو ہم اور آپ ہی بچے ہیں، میں نے کہا:۔ آپ نے صحیح فرمایا یارسول اللہ! آپ ﷺ نے پھر فرمایا:۔ لو، بیٹھ کر پیو، میں نے بیٹھ کر پی لیا، آپ ﷺ نے فرمایا:۔ پھر پیو، میں نے پھر پیا، بار بار آپ ﷺ یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ مجھے کہنا پڑا کہ اس رب کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے اب تو ذرا بھی گنجائش نہیں، اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔ لاؤ، مجھے دو، چنانچہ میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں وہ پیالہ پیش کیا تو آپ ﷺ نے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور بسم اللہ پڑھ کر بچا ہوا یہ دودھ نوش فرمایا۔

کیا تمھیں یہ پسند ہے کہ وہ جنت کا دروازہ تمھارے لیے کھول دے

ایک صحابی ہمیشہ پابندی سے مجلس نبوی میں شریک رہتے، اپنے ساتھ اپنے صاحبزادے کو بھی لاتے اور اس کو سامنے بٹھاتے، وہ صحابی آج جب نظر نہیں آئے تو آپ ﷺ نے ان کے متعلق حاضرین سے دریافت کیا، صحابہ نے عرض کیا کہ وہ اپنے جس بچہ کے ساتھ حاضر مجلس ہوتے تھے اس کا انتقال ہو گیا ہے، آپ ﷺ یہ سن کر اختتام مجلس پر اشراق کے بعد ان کے گھر تشریف لے گئے، ان کی تعزیت کی اور فرمایا:۔

اے فلاں! بتاؤ، تمھیں کونسی چیز پسند ہے؟ یہ کہ اس بچہ کی عمر دراز ہوتی اور تمھیں خوشی ہوتی یا یہ پسند ہے کہ وہ تم سے پہلے جنت میں جا کر جنت کا دروازہ تمھارے لیے کھول کر تمھیں خوش آمدید کہہ رہا ہو۔

یہ سن کر انھوں نے کہا:۔ سرکار! مجھے دوسری بات پسند ہے کہ وہ مجھ سے پہلے جنت میں جا کر میرے لیے جنت کا دروازہ کھول رہا ہو، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:۔ وہ تمھارے لیے اسی کام کی خاطر پہنچا ہے۔

فرمایا:۔ جس کی زندگی میں اس کے تین بچوں کا انتقال ہوجائے تو وہ اپنے والدین کے لیے جہنم سے آڑ کا ذریعہ بنے گا۔

یہ سن کر حضرت ابوذرؓ نے دریافت کیا:۔ میرے تو دو بچوں کا انتقال ہوا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:۔ ہاں، دو پر بھی یہ خوشخبری ہے۔

اس وضاحت کے بعد حضرت اُبیؓ نے پوچھا:۔ سرکار! میرے تو ایک بچہ کا انتقال ہوا ہے! آپ ﷺ نے فرمایا:۔ ہاں، ایک پر بھی لیکن شرط یہ ہے کہ صبر صدمہ لاحق ہوتے ہی کرے۔

اے اللہ! میرے اس عمل کی بدولت اس مصیبت کو ہٹا

آج کی مجلس میں رحمت عالم ﷺ نے پچھلی امت کا ایک دلچسپ قصہ سنایا، فرمایا:۔

تین افراد کہیں جارہے تھے، راستہ میں بارش ہوگئی، ان لوگوں نے ایک پہاڑ پر چڑھ کر غار میں پناہ لی، کیا دیکھتے ہیں کہ تھوڑی ہی دیر میں اوپر سے ایک چٹان کھسک گئی اور غار کا منھ ہی بند ہوگیا، ان لوگوں نے آپس میں کہا کہ اب اس مصیبت سے چھٹکارے کا طریقہ یہی ہوسکتا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک سوچے کہ اس نے زندگی میں کون سا عمل خالص اللہ کے لیے کیا ہے اگر کیا ہے تو اس کے توسط اور حوالے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے، امید ہے کہ وہ اس آزمائش سے ہمیں نکال دے گا۔

ان تینوں میں سے پہلے شخص نے یوں دعا کی:۔

اے اللہ! میرے بوڑھے والدین تھے اور چھوٹے چھوٹے بچے بھی، میں بکریاں چراکر اس کا دودھ دوہتا تھا اور سب سے پہلے اپنے بوڑھے والدین کو پلاتا تھا، ایک دن ایسا ہوا کہ مجھے واپس لوٹنے میں دیر ہوگئی، جب میں شام کو گھر پہنچا تو دیکھا کہ والدین آرام فرما چکے ہیں، میں نے دودھ دوہا اور اسے لے کر والدین کے سرہانے کھڑا رہا، نہ ان کو جگایا اور نہ ان سے پہلے

اپنے چھوٹے بچوں کو پلایا، حالانکہ بچے بھوک سے تڑپ کر میرے قدموں کے پاس چلا رہے تھے، اسی حالت میں صبح ہوگئی، والدین بیدار ہوئے اور میں نے اپنے بچوں سے پہلے انھیں دودھ پلایا۔

اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میرا یہ عمل صرف تیری خوشنودی کے لیے تھا تو اس آزمائش سے ہمیں نجات دے۔

اس کا اس طرح دعا کرنا تھا کہ چٹان تھوڑی سی کھسک گئی۔

دوسرے کو بھی اپنا ایک نیک عمل یاد آ گیا، اس نے دعا کی:۔

اے اللہ! میری ایک چچازاد بہن تھی، میں اس سے بے حد محبت کرتا تھا اور اس سے بدکاری کرنا چاہتا تھا لیکن وہ اس کے لیے آمادہ نہیں تھی، یہاں تک کہ میں نے اس کو ایک دن سو دینار دے کر آمادہ کرلیا، میں جب اس سے اپنی خواہش پوری ہی کرنے والا تھا تو اس نے کہا کہ اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر اور غلط طریقہ سے میرے کنوارے پن کو نہ ختم کر، اس کے یہ کہنے پر میں اس برے فعل سے رک گیا۔

اے اللہ! تو اگر جانتا ہے کہ میں نے ایسا صرف تیری رضا کے لیے کیا تھا تو ہم سے اس تکلیف کو ہٹا۔

اس کا اس طرح دعا کرنا تھا کہ چٹان تھوڑی سی اور ہٹی (لیکن اتنی نہیں کہ باہر نکل سکیں)۔

تیسرے نے دعا کے لیے یوں ہاتھ اٹھائے:۔

اے اللہ! میرا ایک مزدور تھا، اس نے میرے پاس مزدوری کی، جب اس نے مجھ سے اجرت طلب کی تو میں نے اس کو دی لیکن وہ اپنی اجرت لیے بغیر چلا گیا تو میں نے اس کی مزدوری کھیتی میں لگائی، اس اجرت کی آمدنی سے گائے بھی خریدی اور اس کے لیے چرواہا بھی رکھا۔

ایک دن وہ واپس آیا اور مجھ سے اللہ کا واسطہ دے کر اپنی مزدوری طلب کرنے لگا، میں نے

کہا:۔ یہ گائے اور چرواہا، یہ سب تمھاری مزدوری ہے، اس نے کہا:۔ اللہ سے ڈر، میرے ساتھ مذاق نہ کر، میں نے کہا:۔ میں مذاق نہیں کر رہا ہوں، یہ واقعی تمھاری ملکیت ہے، خیر، وہ اس کو لے کر چل پڑا۔

اے اللہ! تو اگر جانتا ہے کہ میرا یہ عمل خالص تیرے لیے تھا تو اس مصیبت کو ہم سے ہٹا، اس کا اس طرح دعا کرنا تھا کہ چٹان کا بقیہ حصہ بھی ہٹ گیا۔

ایسی دعا جس سے غم بھی زائل ہو اور قرض بھی

اپنے غموں اور پریشانیوں کے ازالہ کے لیے صحابہ کرام بھی فکرمند اور کوشاں رہتے اور اس کے لیے مختلف تدبیریں بھی اختیار کرتے، آج رحمت عالم ﷺ نے اپنی امت کو اس سلسلہ میں حضرت ابوامامہ کے حوالہ سے ایک مجرب نسخہ عنایت فرمایا، جس کی تفصیل حضرت امامہ ہی کی زبانی سنئے:۔

رحمت عالم ﷺ:۔ ابوامامہ! کیا بات ہے کہ میں تم کو خلافِ معمول آج مسجد میں نماز کے وقت کے علاوہ دوسرے وقت میں دیکھ رہا ہوں؟

ابوامامہؓ:۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! کچھ پریشانیاں ہیں اور قرضوں کا بوجھ بھی۔

رحمت عالم ﷺ:۔ کیا میں تم کو ایسی دعا نہ سکھاؤں جس کے پڑھنے سے تمھارا غم بھی زائل ہو جائے اور قرض بھی ادا ہو جائے۔

ابوامامہ:۔ ضرور، اے اللہ کے رسول ﷺ!

رحمت عالم ﷺ:۔ تم صبح شام اس دعا کا معمول رکھو:۔

اے اللہ! میں آپ سے پناہ مانگتا ہوں فکر سے، غم سے، عاجزی سے، سستی سے، بزدلی سے، بخل سے، قرضوں کے بوجھ سے اور لوگوں کے ظلم سے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوذُ بِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوذُبِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ۔

ابوامامہ کہتے ہیں کہ میں نے اس دعا کے پڑھنے کا جب معمول بنایا تو چند ہی دن گذرے تھے کہ میرا غم بھی دور ہوا اور قرض بھی ادا ہوا۔

جو سوال سے بچے گا اللہ اس کو غیب سے عطا کرے گا

دربارِ نبوت میں آج وقفہ وقفہ سے کئی انصاری صحابہ آتے رہے اور اپنی ضروریات آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے رہے، آپ ﷺ نے سب کی ضرورتیں پوری کیں، یہاں تک کہ آپ کے پاس موجود پورا مال ختم ہوگیا، پھر آپ ﷺ نے حاضرین مجلس کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

اگر میرے پاس مزید مال ہوگا تو وہ بھی میں تم کو ضرور دوں گا، تم سے اٹھا کر نہیں رکھوں گا، لیکن سنو! تم میں سے جو شخص بندوں سے سوال سے بچنا چاہے گا اللہ تعالیٰ اس کو غیب سے عطا فرمائے گا، اسی طرح جو صبر کرنا چاہے گا اللہ تعالیٰ اس کو صبر کی توفیق عطا فرمائے گا اور جو شخص لوگوں سے بے نیاز ہونا چاہے گا اللہ تعالیٰ اس کو بندوں سے بے نیاز کردے گا۔

یاد رکھو! تمھیں دی گئی اللہ کی نعمتوں میں صبر سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہے۔

میں چاہتا ہوں کہ اپنا دو تہائی مال صدقہ کروں

حجۃ الوداع کا موقع ہے، قافلہ میں شریک جانثار رفقاء کی ایک بہت بڑی جماعت آپ کے ساتھ شریک حج ہے، سعد بن ابی وقاص ؓ سخت بیمار ہوگئے ہیں، خود ان کو خطرہ محسوس ہو رہا ہے کہ اس بیماری میں فریضہ حج کی ادائیگی کے دوران ہی کہیں ان کا گھر پہنچنے سے پہلے ہی انتقال نہ ہوجائے۔

اسی دوران رحمت عالم ﷺ ان کی عیادت کے لیے تشریف لاتے ہیں تو وہ آپ سے اپنی دلی خواہش کا یوں اظہار کرتے ہیں:۔

اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ تو میری بیماری کی اس حالت کو بذات خود دیکھ رہے ہیں مجھے اللہ نے صاحب مال بنایا ہے، میرے ورثاء میں میری صرف ایک بیٹی ہے، اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اپنا دو تہائی مال صدقہ کروں۔

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔

اس پر انہوں نے عرض کیا:۔ تو کیا آدھا مال میں راہ خدا میں دوں؟

اس پر بھی آپ ﷺ نے فرمایا:۔ نہیں نہیں، ایک تہائی مال صدقہ کرو، یہ بھی بہت ہے، تم اپنی اولاد کو اس حال میں چھوڑ کر اس دنیا سے جاؤ کہ وہ صاحب مال ہوں اس سے بہتر ہے کہ وہ در در ہاتھ پھیلاتے مانگتے پھریں۔

مزید یوں ارشاد فرمایا:۔

یاد رکھو! تم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے جو لقمہ خرچ کرو گے اس کا ثواب پاؤ گے، حتی کہ اس لقمہ کا بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو گے۔

اللہ کے رسول! مشرکین کی اولاد کا کیا ہوگا؟

نماز فجر کے بعد حسب معمول دربار نبوت لگا ہوا تھا، بعض صحابہؓ نے اپنا خواب بیان کیا، رحمت عالم ﷺ نے اس کی تعبیر بیان فرمائی۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:۔ میں نے بھی آج ایک خواب دیکھا، رات کو دو فرشتے میرے پاس آئے اور مجھے اٹھایا اور کہا کہ ہمارے ساتھ چلئے، میں ان دونوں کے ساتھ چلا، میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ لیٹا ہوا ہے اور ایک شخص یعنی فرشتہ بڑا پتھر لے کر اس کے سر کو کچل

دیتا ہے، پھر اس پتھر کو اٹھا کر دوبارہ اس کے سر کو اسی پتھر سے کچل دیتا ہے، میں نے ان سے پوچھا:۔ سبحان اللہ! یہ کون شخص ہے؟

انھوں نے کہا:۔ "آپ ہمارے ساتھ آگے چلئے۔

ہم آگے بڑھے، ایک شخص پر نظر پڑی جو چت لیٹا ہوا تھا، اس کے پاس ایک شخص لوہے کی سلاخیں لے کر اس کے منھ کے ایک طرف جا کر اس کی گدی تک اس کے جبڑے، نتھنے (ناک) اور آنکھ کو پھاڑ ڈالتا ہے، پھر منھ کے دوسری طرف جاتا ہے اور ایسے ہی کرتا ہے، جب ایک طرف پھاڑتا ہے تو یک بیک دوسری طرف کا حصہ پہلے کی طرح درست ہو جاتا ہے، اسی طرح وہ بار بار کرتا رہتا ہے، میں نے ان فرشتوں سے پوچھا:۔ سبحان اللہ! یہ کون شخص ہے؟ انہوں نے جواب دیا:۔ آپ فی الحال ہمارے ساتھ چلتے رہیے۔

ہم جب آگے بڑھے تو ہم ایسے گڑھے کے پاس پہنچے جو ایک بڑے تنور کی طرح تھا جس سے چیخ وپکار کی آوازیں آرہی تھیں، میں نے اس میں جھانک کر دیکھا تو اس میں ننگے مرد اور عورتیں تھیں، نیچے سے آگ کے شعلے ان تک پہنچتے تو وہ چیخنے لگتے، میں نے پوچھا:۔ یہ لوگ کون ہیں؟ انھوں نے کہا:۔ آگے چلئے۔

اس کے بعد ہم ایک نہر پر پہنچے تو دیکھا:۔ اس کا پانی خون کی طرح سرخ ہے اور اس میں ایک شخص تیر رہا ہے، نہر کے اس کنارے ایک شخص بہت سارے پتھر جمع کر کے کھڑا ہے، جیسے ہی تیرنے والا یہ شخص کنارے پہنچتا ہے اور اپنا منھ کھولتا ہے تو ادھر کھڑا شخص اس کے منھ میں ایک پتھر ڈال دیتا ہے جس کے بعد یہ شخص نہر میں واپس جاتا ہے، پھر کنارے پہنچ جاتا ہے، جب جب بھی یہ شخص کنارے پہنچتا ہے تو وہ کھڑا شخص اس کے منھ میں ایک پتھر ڈالتا ہے، میں نے پوچھا:۔ یہ دونوں کون ہیں؟ انہوں نے کہا:۔ آپ آگے چلتے رہیے۔

اس کے بعد ہمارا گذر ایک ایسے بدشکل شخص پر ہوا جس کو کسی نے کبھی دیکھا نہ ہوگا، وہ آگ

سلگا رہا تھا اور اس کے اردگرد دوڑ رہا تھا، میں نے پوچھا:۔ یہ کون ہے؟ انھوں نے کہا:۔ آپ آگے بڑھیے۔

اس کے بعد ہم آگے بڑھے اور ایسے باغ میں پہنچ گئے جو ہر قسم کے پھولوں سے بھرا ہوا تھا اور اس کے بیچوں بیچ ایک طویل القامت شخص کھڑا تھا جس کا سر اتنا لمبا تھا کہ مجھے دیکھنا مشکل ہو گیا، اس کے اردگرد اتنے بہت سارے لڑکے جمع تھے کہ میں نے کبھی دیکھے نہیں تھے، میں نے پوچھا کہ یہ لمبا شخص کون ہے اور اس کے اردگرد یہ بچے کون ہیں؟ انھوں نے کہا:۔ آپ چلتے رہیے۔

اس کے بعد ہم ایک ایسے خوبصورت باغ میں پہنچے کہ اس طرح کا بڑا حسین باغ کبھی نہیں دیکھا تھا، فرشتوں نے مجھ سے کہا:۔ آپ اس پر چڑھیے، ہم تینوں اس پر چڑھے تو ایسے شہر میں پہنچے جس کی تعمیر سونے چاندی کی اینٹوں سے ہوئی تھی، ہم نے اس شہر کا دروازہ کھلوایا تو وہ کھل گیا، پھر ہم اس میں داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں ایسے لوگ ہیں جن کے جسم کا نچلا حصہ اتنا خوبصورت ہے کہ کبھی ہم نے کسی کا دیکھا نہیں تھا، لیکن دوسری طرف اوپر کا حصہ اتنا بدصورت تھا کہ شاید کسی نے دیکھا ہو، ان فرشتوں نے ان لوگوں سے کہا کہ تم سب اس باغ کی نہر میں غوطہ لگاؤ، وہ نہر چوڑائی میں بہہ رہی تھی اور اس کا پانی دودھ کی طرح سفید تھا، جب ان لوگوں نے اس میں غوطہ لگایا تو ان کی وہ بدصورتی جاتی رہی اور ان کا پورا جسم نہایت خوبصورت ہو گیا، میرے ساتھ والے فرشتوں نے مجھ سے کہا:۔ یہ جنت العدن ہے اور یہی آپ کا ٹھکانہ ہے، جب میں نے اوپر نگاہ اٹھا کر دیکھا تو ایک سفید ابر کی طرح محل نظر آیا، ان فرشتوں نے کہا:۔ یہ آپ کا گھر ہے، میں نے ان سے درخواست کی:۔ اللہ تعالیٰ تم کو برکت دے مجھے اس محل میں داخل ہونے دو، انہوں نے کہا:۔ ابھی آپ کے اس میں داخل ہونے کا وقت نہیں آیا ہے، میں نے پھر ان سے پوچھا:۔ رات میں جو عجیب وغریب مناظر میں نے دیکھے تھے اس کی کیا حقیقت ہے؟ انھوں نے کہا سن لیجیے:۔ اب ہم اس کی حقیقت بیان

کرتے ہیں، جس شخص کا سر کچلا جارہا تھا یہ وہ شخص تھا جس نے قرآن سیکھ کر اس کو چھوڑ دیا تھا اور فرض نمازیں قضا کر کے سوتا رہتا تھا، جس شخص کو گدی، ناک اور آنکھ تک چیرا جارہا تھا یہ شخص صبح کو گھر سے نکل کر جھوٹی خبر گڑھ لیتا اور یہ خبر پوری دنیا میں پھیل جاتی، جہاں تک ننگے مرد اور خواتین کی بات ہے وہ زناکار تھے، ندی کے کنارے تک تیر کر پہنچنے والا شخص سود خور تھا، وہ بدصورت شخص جو آگ سلگا رہا تھا اور اس کے اردگرد چکر لگا رہا تھا وہ جہنم کا داروغہ تھا، باغ کے بیچوں بیچ لمبا شخص وہ حضرت ابراہیم تھے اور ان کے اردگرد وہ بچے تھے جو اسلام کی فطرت پر اس دنیا میں مرے تھے، یہ سن کر مجلس میں حاضر کچھ لوگوں نے دریافت کیا:۔ اے اللہ کے رسول! یہ تو مسلمانوں کے بچے تھے، مشرکین کی اولاد کا کیا ہوگا؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:۔ ہاں مشرکوں کے بچے بھی یعنی ان کا بھی حشر مسلمانوں کے بچوں کے ساتھ ہی ہوگا، جہاں تک سوال ہے ان لوگوں کا جن کے جسم کا ایک حصہ بدصورت اور دوسرا خوبصورت تھا، یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے دنیا میں اچھے برے دونوں طرح کے کام کیے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہ معاف کر دیے۔

ناحق سے حق دلانے پر آگ کا ٹکڑا ہے

آج ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے گھر رحمت عالم ﷺ تشریف فرما تھے، کسی مسئلہ میں آپ ﷺ سے فیصلہ کرانے کے لیے دو آدمی آئے، آپ ﷺ نے ان کے مسئلہ کو سن کر ایک فریق کے حق میں فیصلہ کر دیا لیکن فریق مخالف اس کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہوا اور وہ حجرہ سے باہر نکل کر دروازے کے پاس جھگڑا کرنے لگا جس کی آواز کمرہ میں آپ ﷺ کو سنائی دی، یہ سن کر آپ کمرہ سے باہر تشریف لائے اور ان دونوں کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

میں تو انسان ہوں، میرے پاس مقدمات آتے ہیں، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ فریقین میں سے کوئی چرب زبان ہوتا ہے، تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ سچا ہے تو میں اس کے حق میں فیصلہ کر دیتا ہوں

اگر میں ظاہر پر بھروسہ کرتے ہوئے کسی کو ناحق حق دلاؤں تو وہ سن لے کہ وہ اس کے لیے آگ کا ٹکڑا ہے، اب اس کو اختیار ہے کہ چاہے تو اس کو لے یا اس کو چھوڑ دے۔

فرمایا:۔ جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی کا مال لے لے تو وہ اس حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملے گا کہ اس پر اللہ تعالیٰ خفا ہوں گے، اسی وعید کے متعلق یہ آیت بھی اتری:۔

جو لوگ دنیا کی خاطر جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور نہ اللہ ان سے قیامت کے دن گفتگو فرمائیں گے، نہ ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھیں گے اور نہ ان کو پاک کریں گے، ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَناً قَلِيلاً أُولَئِكَ لاَ خَلاَقَ لَهُمْ فِي الآخِرَةِ وَلاَ يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلاَ يَنظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلاَ يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ.

(آل عمران ۷۷)

وہ شخص جھوٹا تھا لیکن بات سچی کہہ گیا

حضرت ابوہریرہؓ کے ساتھ آج ایک عجیب وغریب اور دلچسپ واقعہ پیش آیا، اس کی تفصیلات ان ہی کی زبانی سنیے، وہ کہتے ہیں:۔

مجھے رحمت عالم ﷺ نے صدقۂ فطر کی نگرانی کے لیے مقرر فرمایا، اس دوران ایک شخص آیا اور اس میں سے اپنا لب بھرا اور چوری کر کے لے جانے لگا، میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا:۔ تمھیں اللہ کے رسول کے پاس لے جاؤں گا، اس نے کہا:۔ مجھے چھوڑ دیجیے، میں بال بچوں والا محتاج شخص ہوں، میں نے مجبوری کی وجہ سے ایسا کیا ہے، اس کی اس بات پر رحم کھا کر میں نے اس کو چھوڑ دیا۔

دوسرے دن وہ پھر آیا اور وہی حرکت کرنے لگا اور وہی عذر پھر پیش کرنے لگا، بالآخر اس کی

اس معذرت پر میں نے پھر اس کو چھوڑ دیا، لیکن جب تیسرے دن آ کر پھر یہی حرکت کرنے لگا اور معذرت بھی کرنے لگا تو میں نے کہا:۔ اس مرتبہ تو تم کو اللہ کے رسول کے پاس ضرور لے جاؤں گا، اس پر اس نے کہا:۔ مجھے چھوڑ دو، میں تم کو فائدہ کا ایک عمل بتاتا ہوں، وہ یہ ہے کہ تم جب سونے کے لیے اپنے بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی پڑھو، اس کا اثر یہ ہوگا کہ صبح تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمھارے قریب ایک نگہبان فرشتہ مقرر ہوگا اور شیطان تمہارے قریب نہیں آئے گا۔

جب رات کا یہ قصہ میں نے دوسرے دن رحمت عالم ﷺ کو سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا:۔ وہ شخص تو جھوٹا تھا لیکن بات سچی کہہ گیا، وہ دراصل شیطان تھا۔

عائشہ:۔ میں تمھارے لیے ابوزرع کی طرح ہوں

بعد نماز عشاء جلد سونے کا رحمت عالم ﷺ کا معمول تھا، لیکن آج خلافِ معمول حجرہ عائشہ صدیقہ میں ان سے باتوں میں مصروف ہو گئے، دورانِ گفتگو صدیقہ عائشہ نے پچھلے زمانے کا ایک دلچسپ واقعہ سنایا، فرمایا:۔

گیارہ شادی شدہ عورتیں تھیں جنہوں نے آپس میں قول و قرار کر لیا کہ ان میں ہر ایک ایک دوسرے سے اپنے شوہر کی صحیح حقیقت بیان کرے گی، کوئی چیز نہیں چھپائے گی۔

پہلی عورت نے کہا:۔ میرا شوہر تو ناکارہ اونٹ کی طرح ہے جس کا گوشت ایسے پہاڑ کی چوٹی پر ہے جہاں تک پہنچنا بھی مشکل ہے اور نہ اس کا گوشت اتنا اچھا ہے کہ اس کے لیے اوپر چڑھنے کی تکلیف برداشت کی جائے، یعنی وہ نہایت بخیل اور بداخلاق ہے۔

دوسری نے کہا:۔ میں اپنے شوہر کے متعلق کچھ کہہ نہیں سکتی، سوچتی ہوں اس کی کیا کیا باتیں بیان کروں، اگر بیان ہی کرنا ہے تو اس کا کچا چٹھا بیان کروں گی یعنی وہ سراپا عیب ہے بیان اس لیے نہیں کرتی کہ اگر اس کو معلوم ہو جائے تو وہ خفا ہو جائے۔

تیسری نے کہا :۔ میرا شوہر نہایت دراز قد ہے، اگر میں کچھ بولوں تو طلاق دے، اگر خاموش رہوں تو مجھے لٹکائے رکھے یعنی نہ چھوڑے اور نہ طلاق دے۔

چوتھی نے کہا :۔ میرا شوہر تو تہامہ کی رات کی طرح ہے، نہ گرم، نہ سرد، مجھے اس سے کوئی ڈر نہیں ہے اور نہ وہ مجھے کبھی ڈانٹتا ہے۔

پانچویں نے کہا :۔ میرا شوہر اگر گھر میں رہتا ہے تو چیتا بن کر رہتا ہے اور گھر سے باہر جاتا ہے تو شیر بن جاتا ہے یعنی گھر کی کوئی فکر ہی نہیں کرتا۔

چھٹی نے کہا :۔ میرا شوہر کھانے بیٹھتا ہے تو پورا کھانا چٹ کر جاتا ہے، پینے لگتا ہے تو پورا ہی پی جاتا ہے، گھر میں آتا ہے تو چادر لپیٹ کر تنہا سو جاتا ہے مجھے ہاتھ بھی نہیں لگاتا۔

ساتویں نے کہا :۔ میرا شوہر تو سراپا عیب ہے، اتنا کمزور اور صحبت سے ایسا عاجز کہ کبھی سر پھوڑ دے یا کبھی ہاتھ توڑ دے یا دونوں کام ایک ہی ساتھ کر دے۔

آٹھویں نے کہا :۔ میرا شوہر خرگوش کی طرح نرم اور زعفران کی طرح خوشبودار ہے۔

نویں نے کہا :۔ میرے شوہر کا وسیع گھر ہے اور وہ خود بھی دراز قد اور مہمان نواز ہے، ہمیشہ اس کی مجلس آباد رہتی ہے۔

دسویں نے کہا :۔ میرا شوہر بڑا مالدار ہے، ڈھیر سارے اونٹوں کا مالک ہے، وہ اونٹ چرنے کم جاتے ہیں، اس کے گھر کے پاس ہی پڑے رہتے ہیں، مہمان آتے ہیں تو ان کو گوشت کھلانے کے لیے ان میں سے اونٹ کو ذبح کرتا ہے، جب ذبح کرنے کے لیے لے جاتا ہے تو اونٹ سب گھبرا جاتے ہیں کہ اب ان کی باری ہے۔

گیارہویں نے کہا :۔ میرے شوہر کا نام ابوزرع ہے، اس کی خوبیوں کا کیا پوچھنا، اس نے میرے دونوں کان بالیوں سے بھر دیے، مجھے اتنا خوش رکھا کہ میرے بازو چربی سے پُر ہو گئے، یہاں تک کہ خود مجھے بھی اپنے موٹاپے کا احساس ہونے لگا، ان سے شادی سے پہلے

میں صرف بکریوں کی مالک تھی، تنگی میں تھی لیکن اس نے مجھے گھوڑوں، اونٹوں اور کھیتوں کا مالک بنا دیا، کچھ کہتی ہوں تو برا نہیں مانتا، صبح دیر گئے تک سوتی رہتی ہوں، کسی چیز کے پینے پر پابندی نہیں یعنی پیٹ بھر پی سکتی ہوں۔

ان کی ماں یعنی میری ساس کے کیا کہنے! اس کے خزانے آباد، گھر وسیع۔

ابوزرع کا بیٹا بھی نازک اور دبلا پتلا، سونے کے لیے تھوڑی جگہ کافی جیسے ہرن کی چھال یا ننگی تلوار کے بقدر جگہ، اور کھانے کے لیے بکری کا ایک بازو اس کے لیے کافی ہو جائے۔

ابوزرع کی بیٹی بھی اپنے والدین کی فرمانبردار، باپردہ اور اپنے سوکن کے لیے غصہ دلانے والی یعنی اپنی خوبصورتی اور خوبیوں کی وجہ سے قابلِ رشک ہے۔

ابوزرع کی لونڈی بھی اتنی اچھی ہے کہ گھر کا بھید ہمیشہ پوشیدہ رکھتی ہے اور گھر کو ہمیشہ پاک صاف رکھتی ہے۔

ایک دن ابوزرع گھر سے کسی کام کے لیے ایسے وقت نکلے جب لوگ اپنے گھروں سے باہر اپنے برتنوں میں مویشیوں کے دودھ دوہ رہے تھے، اسی دوران ان کی نظر ایک خاتون پر پڑی جس کے دو چھوٹے بچے دو اناروں یا اس کی چھاتیوں سے اس کی کمر کے نیچے بیٹھ کر کھیل رہے تھے، وہ عورت ابوزرع کو اتنی پسند آئی کہ اسی وقت انھوں نے مجھے طلاق دے کر اس سے نکاح کر لیا۔

میں بھی کیا کر سکتی تھی، اس کے بعد بالآخر میں نے بھی ایک سردار شریف زادہ سے نکاح کر لیا، وہ گھوڑ سوار اور نیزہ باز تھا جس نے مجھے ہر طرح خوش رکھا اور ہر عمدہ چیز کا ایک جوڑا مرحمت فرمایا اور مجھ سے کہا: اے ام زرع! خود بھی پیٹ بھر کھا اور اپنے گھر والوں کو بھی کھلا، لیکن میرا یہ شوہر ایسا تھا کہ میں اس کی تمام خوبیوں اور نوازشوں کو اگر جمع کروں تب بھی وہ سب مل کر میرے سابق شوہر ابوزرع کے دیئے ہوئے ایک چھوٹے برتن کے مال کے بھی

برابر نہیں ہو سکتے تھے۔

یہ پورا قصہ سنا کر رحمت عالم ﷺ نے چٹکی لیتے ہوئے عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا:۔

عائشہ! میں تمہارے لیے ام زرع کے سابق شوہر ابوزرع کی طرح ہوں (فرق صرف اتنا ہے کہ ابوزرع نے ام زرع کو طلاق دی تھی، میں تم کو طلاق نہیں دوں گا)

میں نے جہنم میں زیادہ تر خواتین کو دیکھا

آج سورج گرہن تھا، آپ ﷺ نے جماعت کے ساتھ سورج گرہن کی نماز پڑھائی، نماز کے بعد بعض صحابہ نے آپ ﷺ سے دریافت فرمایا:۔

اے اللہ کے رسول! دورانِ نماز ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ کسی چیز کو لینے آگے بڑھے پھر پیچھے ہٹ گئے، کیا بات تھی؟

آپ ﷺ نے فرمایا:۔

مجھے دورانِ نماز جنت دکھائی گئی، میں نے اس میں سے ایک خوشہ لینا چاہا، اگر میں اس کو لیتا تو تم اس میں سے قیامت تک کھاتے رہتے، لیکن اسی دوران جہنم بھی دکھائی گئی تو میں پیچھے ہٹ گیا، وہ جہنم اتنی خوفناک تھی کہ میں نے اس سے زیادہ بھیانک منظر نہیں دیکھا، میں نے جہنم میں زیادہ تر خواتین کو دیکھا۔

یہ سن کر صحابہ نے سوال کیا:۔ اس کی کیا وجہ تھی؟

آپ ﷺ نے فرمایا:۔ کفر کی وجہ سے۔

صحابہؓ نے پوچھا:۔ کیا اللہ کے ساتھ کفر کی وجہ سے؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

نہیں، کفرانِ نعمت یعنی ناشکری کی وجہ سے، عورتیں اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی ہیں اور

ان کی احسان فراموشی کرتی ہیں، اگر تم ان کے ساتھ زندگی بھر بھی احسان کرتے رہو اور وہ کبھی ایک بار بھی ان کی مرضی کے خلاف تم سے کوئی کام دیکھے تو کہیں گی کہ کبھی آپ نے ہمارے ساتھ بھلائی کا معاملہ ہی نہیں کیا۔

عبداللہ! بیوی کا بھی تم پر حق ہے

رحمت عالم ﷺ نے عمرو بن العاص کے صاحبزادے عبداللہ کو ایک اہم معاملہ کی وضاحت کے لیے آج بلا بھیجا، ان کے متعلق یہ شکایت ملی تھی کہ وہ اپنی بیوی کا حق ادا نہیں کرتے، ہمیشہ دن میں روزے سے رہتے ہیں اور رات بھر نفلیں پڑھتے رہتے ہیں۔

وہ حاضر خدمت ہوئے تو ان سے آپ ﷺ نے پوچھا:۔

اے عبداللہ! کیا یہ خبر جو مجھ تک پہنچی ہے سچ ہے کہ تم دن بھر روزے سے رہتے ہو اور رات کو نمازیں پڑھتے ہو؟

انہوں نے کہا:۔ جی ہاں یارسول اللہ ﷺ!

اس پر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:۔ ایسا نہ کرو، روزے بھی رکھو، افطار بھی کرو یعنی بغیر روزے کے بھی رہو، رات میں عبادت بھی کرو اور سوؤ بھی، اس لیے کہ تم پر اپنے جسم کا بھی حق ہے، آنکھ کا بھی تم پر حق ہے، اسی طرح تمھاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، اگر روزہ رکھنا ہی ہے تو مہینے بھر میں تین روزے رکھو، اس لیے کہ ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے یعنی تین روزوں میں مہینہ بھر کے تیس روزے کا ثواب ملے گا، اس طرح تم زندگی بھر روزے رکھنے کا ثواب حاصل کروگے۔

عبداللہؓ نے اس پر کہا:۔ میں تو اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:۔ تو پھر تم صوم داؤدی پر عمل کرو یعنی ایک دن روزہ رکھو، ایک دن بغیر روزے کے رہو، اس سے زیادہ نہیں۔

عبداللہؓ کہتے ہیں کہ جب میں بوڑھا ہوا تو مجھے احساس ہوا کہ کاش! میں آپ ﷺ کی دی ہوئی رخصت پر عمل کر لیتا۔

عورتوں نے بالوں میں جوڑ لگایا تو ہلاک ہوئے

رحمت عالم ﷺ کے جاں نثار صحابہ ہی نہیں بلکہ ان کے گھر کی خواتین بھی اس کی کوشش کرتیں کہ ان کے دینی معاملات ہی نہیں بلکہ ذاتی اور خانگی امور بھی شریعت مطہرہ اور سنت نبوی کے عین مطابق ہوں، اس سلسلہ میں جب ان کو کسی بات کا کھٹکا ہوتا تو براہِ راست دربارِ نبوت میں حاضر خدمت ہو کر رحمت عالم ﷺ سے استفسار کرتیں اور پھر اس کے مطابق عمل بھی کرتیں۔

آج ایک انصاری خاتون دربارِ نبوت میں حاضر ہوئیں اور اپنی بچی کے متعلق ایک اہم مسئلہ دریافت کیا:۔

میری بچی کی شادی ہوگئی ہے لیکن اس کے سر کے بال چیچک کی بیماری کی وجہ سے گر گئے ہیں، اب اس کا شوہر اسے تنگ کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ وہ اپنے بالوں میں دوسروں کے بالوں کا جوڑ لگائے، کیا میں ایسا کر سکتی ہوں۔

اس پر آپ ﷺ نے اس خاتون سے فرمایا:۔

ایسا بالکل نہ کرو، اس لیے کہ اس طرح اپنے بالوں پر دوسرے کے بالوں کی جوڑ لگانے والیوں پر لعنت کی گئی ہے بنی اسرائیل اس وقت ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے بالوں میں جوڑ لگانا شروع کیا۔

آپ ﷺ نے مزید فرمایا:۔

جو عورتیں ہاتھوں کو گوندتی ہیں، چہرے یا آبرو کے بال نکالتی ہیں یا حسن کے لیے دانتوں کو کشادہ کرتی ہیں وہ اللہ کی بنائی ہوئی تخلیق میں تبدیلی کرتی ہیں، ایسی عورتوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

یہ تو بڑا نفع بخش سودا تم نے کیا

ابوطلحہ انصاریؓ کا شمار خوش حال صحابہ میں ہوتا تھا، اسی کے ساتھ وہ نہایت سخی بھی تھے اور برابر اللہ کے راستہ میں خرچ بھی کرتے تھے، مدینہ منورہ میں وہ سب سے زیادہ باغات کے مالک تھے، ان کا ایک باغ مسجد نبوی کے سامنے بھی تھا جس کا نام بیرحاء تھا، اس میں موجود کنویں کا پانی بڑا شیریں اور صاف تھا، رحمت عالم ﷺ بھی وقفہ وقفہ سے ان کے اس باغ میں تشریف لے جاتے، اس کا پانی نوش فرماتے اور اس کے درختوں کے سائے میں بیٹھتے۔

آج یہ آیت شریفہ نازل ہوئی:۔

جب تک تم لوگ اپنی محبوب ترین چیز کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کروگے کامل نیکوکار ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتے۔

لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ.

ابوطلحہ کو جب اس کا علم ہوا تو دربارِ نبوت میں فوراً حاضر ہوئے اور عرض کیا:۔

یارسول اللہ ﷺ! مجھے اپنے باغات میں بیرحاء باغ سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے، اس کو اب میں اللہ کی راہ میں ثواب کی امید پر صدقہ کررہا ہوں، آپ جس طرح چاہیں خرچ کریں اور اس کا استعمال کریں۔

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:۔

یہ تو بڑا نفع بخش سودا تم نے کیا، اچھا! اب تم اس کو اپنے غریب رشتہ داروں میں تقسیم کرو۔

اس کے بعد انھوں نے اپنے رشتہ دار بھائیوں حضرت حسانؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ میں اس باغ کو تقسیم کردیا۔

اے اللہ کے رسول! آپ اسے خرید لیجیے

آج عمر فاروق نے مسجد نبوی کے باہر ایک دھاری دار جوڑا فروخت ہوتے دیکھا تو دل میں بات آئی کہ یہ خوبصورت کپڑا رحمت عالم ﷺ کو بہت زیب دے گا، بالخصوص وفود سے ملاقات کے موقع پر، چنانچہ رحمت عالم ﷺ سے عرض کیا:۔

اے اللہ کے رسول! آپ اسے خرید لیجیے تاکہ جمعہ کے دن اور جب باہر سے وفود آپ سے ملنے آئیں آپ اس کو پہن سکیں۔

دنیا کی آسائشوں سے بے رغبت اور صرف آخرت کی ابدی نعمتوں کے خواہش مند نبی رحمت ﷺ کو عمر فاروق کی یہ بے غرض اور مخلصانہ رائے بھی پسند نہیں آئی، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:۔

جس کو آخرت میں کچھ ملنا نہیں اس کو وہ پہن لے۔

کچھ دنوں کے بعد آپ ﷺ کی خدمت میں اسی طرح کے کئی جوڑے آئے، آپ ﷺ نے اس میں سے ایک جوڑا عمر فاروق کو بھی روانہ فرمایا، اس پر وہ حاضر خدمت ہو کر کہنے لگے:۔

اے اللہ کے رسول! میں اسے کیسے پہن سکتا ہوں جب کہ آپ ہی نے اس کے پہننے والے کے متعلق اس اس طرح فرمایا تھا۔

اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔ میں نے تمھیں پہننے کے لیے نہیں دیا ہے؟ اس کو تم بیچ دو یا کسی اور کو پہناؤ۔

اس پر عمر فاروق نے مکہ کے ایک مشرک کو یہ جوڑا ہدیہ کر دیا جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوا تھا لیکن بعد میں وہ مسلمان ہو گیا۔

بیٹیاں جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہیں

آج صدیقہ عائشہ کی خدمت میں ایک خاتون اپنی دو بچیوں کو لے کر مانگتے ہوئے آئی، صدیقہ عائشہ کے پاس اس کو دینے کے لیے کچھ بھی نہیں تھا، صرف ایک کھجور تھی، کسی سائل کو واپس کرنا ان کی مروت کے بھی خلاف تھا، چنانچہ وہی اس کو دے دیا۔

اس خاتون نے اس کھجور کے دو ٹکڑے کیے اور اپنی دونوں بچیوں میں تقسیم کر دیا، خود نہیں کھایا اور چل پڑی۔

کچھ دیر کے بعد رحمت عالم ﷺ گھر تشریف لائے تو صدیقہ عائشہؓ نے اس خاتون کی تفصیلات بیان کیں، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:۔

جس شخص کی بیٹیاں ہوں اور وہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرے تو قیامت کے روز یہی بیٹیاں اس کے لیے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ بنیں گی۔

کیا یہ اپنے بچہ کو آگ میں جھونک سکتی ہے؟

مسجد نبوی میں آپ ﷺ تشریف فرما تھے کہ قیدی آپ کی خدمت میں لائے گئے، اس میں کچھ نومولود بچے بھی تھے، یہ ان کے لیے قید خانہ نہ ہو کر اپنے گھر سے زیادہ آرامدہ مکان تھا اور ان کی نگرانی پر مامور چوکیدار اپنے حقیقی بھائیوں سے زیادہ ان کی راحت کا خیال رکھنے والے شفیق و مہربان انسان تھے، یہ لوگ ابھی تھوڑی دیر قبل ہی دربار نبوت میں لائے گئے تھے۔

اسی دوران اچانک ایک خاتون دوڑتی ہوئی وہاں پہنچی، اس حال میں کہ اس کی چھاتی سے دودھ بہہ رہا تھا، ان قیدیوں میں موجود اپنے بچہ پر جب اس کی نظر پڑی تو فوراً اس کو اٹھا کر اپنے سینہ سے چمٹا لیا اور دودھ پلانے لگی۔

یہ جذباتی منظر دیکھ کر آپ ﷺ نے حاضرین مجلس سے مخاطب ہو کر سوال کیا۔

بتاؤ ! کیا یہ عورت اپنے اس بچہ کو آگ میں جھونک سکتی ہے؟

لوگوں نے جواب دیا:۔ بالکل نہیں، اپنے ہوش وحواس میں تو ایسا نہیں کر سکتی۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے اس سے زیادہ محبت ہے جتنی محبت اس خاتون کو اپنے اس بچہ سے ہے۔

مزید ارشاد فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سو حصے کیے ہیں اور ننانوے حصے اپنے پاس رکھ کر صرف ایک حصہ زمین پر اتارا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے، یہاں تک کہ گھوڑی بھی اپنا پیر اپنے بچے کو لگنے نہیں دیتی۔

شیطان نے اس کے کان میں پیشاب کر دیا تھا

آج دربارِ نبوت میں ایک شخص کا ذکر ہوا کہ وہ صبح تک سوتا رہا اور فجر کی نماز نہیں پڑھی، آپ ﷺ نے فرمایا:۔ دراصل شیطان نے اس کے کان میں پیشاب کر دیا تھا (جس کی وجہ سے وہ بیدار نہیں ہوا اور سوتا رہا)

ارشاد فرمایا:۔ میں نے ایک شخص کو خواب میں دیکھا کہ اس کا سر کچلا جا رہا ہے، مجھے فرشتہ نے بتایا کہ یہ وہ شخص ہے جو دنیا میں فرض نماز چھوڑ کر سوتا رہتا تھا

جب رحمت عالم ﷺ سجدہ میں جاتے وہ اپنے پیر سمیٹ لیتی

عائشہ صدیقہؓ جس کمرہ میں رہتی تھیں وہ اتنا چھوٹا تھا کہ رحمت عالم ﷺ جب پچھلے پہر تہجد کے لیے بیدار ہوتے اور وہ قبلہ کی سمت میں سوئی رہتیں تو آپ ﷺ کو سجدہ میں سر رکھنے کو جگہ نہ رہتی، چنانچہ آپ ﷺ جب سجدہ میں تشریف لے جاتے تو انھیں ہاتھ لگاتے اور وہ اپنے پیر سمیٹ لیتیں اور جب آپ ﷺ کھڑے ہوجاتے تو پھر اپنے پیر دراز کرلیتیں، اس طرح آپ ﷺ اپنی نماز مکمل فرماتے۔

ان کی عبادت گاہ ہم سونے کی بنائیں گے

رحمت عالم ﷺ نے اپنے جانثاروں کو آج پچھلی امت کے ایک مظلوم شخص کا دلچسپ واقعہ سنایا، فرمایا :۔ پچھلے زمانہ میں بنی اسرائیل میں ایک عورت رہتی تھی، اس نے ایک دن کسی کام سے اپنے بیٹے کو آواز دی جو اپنے عبادت خانہ میں تھا، اس کو یوں پکارا:۔

اے جریج! اس نے جواب دیا:۔ امی! میں نماز میں ہوں۔

اس نے دوسری اور تیسری مرتبہ بھی آواز دی، تب بھی جریج نے یہی جواب دیا کہ امی! میں نماز میں ہوں۔

اپنے بیٹے کی طرف سے اپنے حکم کی عدم تعمیل پر اس کی زبان سے اس کے حق میں یہ بددعائیہ کلمہ نکلا:۔ ''جریج مرنے سے پہلے کسی زانیہ کا منھ ضرور دیکھے''۔

کچھ دنوں کے بعد جریج کی عبادت گاہ کے پاس ایک بکری چرانے والی عورت نے جریج کو پھسلانا چاہا، لیکن اس نے انکار کردیا، اس عورت نے ایک چرواہے سے زنا کیا اور پھر اس کا بچہ بھی ہوا، اس سے لوگوں نے پوچھا کہ کس سے تمھارا یہ بچہ ہوا، اس نے کہا:۔ جریج سے، ایک دن وہ

اپنے عبادت خانہ سے اتر کر میرے پاس آیا تھا، یہ اسی وقت کا قصہ ہے۔

یہ سن کر لوگوں نے جریج کی عبادت گاہ کو ڈھا دیا اور اس کو برا بھلا کہا، اپنی اس مظلومیت کا حیرت انگیز ماجرا دیکھ کر جریج نے وضو کیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور کہا:۔ بلاؤ اس عورت کو جو یہ دعویٰ کرتی ہے کہ یہ بچہ میرا ہے، جب وہ اپنے بچہ کے ساتھ آئی تو اس نے خود نوزائیدہ بچہ سے پوچھا کہ بتاؤ! تمہارا باپ کون ہے؟ بچہ نے جواب دیا:۔ ایک چرواہا ہے۔

یہ سن کر لوگوں نے کہا کہ اب جریج کی عبادت گاہ ہم دوبارہ تعمیر کریں گے اور سونے کی بنائیں گے، جریج نے کہا:۔ نہیں پہلے کی طرح مٹی ہی کی بناؤ۔

ہم قسمت کے لکھے پر بھروسہ کیوں نہ کریں

رحمت عالم ﷺ آج جب جنت البقیع زیارت کے لیے پہنچے تو وہاں ایک صحابی کی تدفین ہو رہی تھی، آپ قبرستان میں داخل ہوتے ہی ایک جگہ بیٹھ گئے، یہ دیکھ کر وہاں موجود دیگر صحابہ کرام بھی آپ کے اردگرد آ کر بیٹھ گئے۔

آپ ﷺ کے دست مبارک میں ایک چھڑی تھی، اس سے آپ زمین کریدنے لگے اور یوں فرمانے لگے:۔

ہر جاندار کے متعلق تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے کہ اس کا ٹھکانہ جنت میں ہوگا یا جہنم میں، اس پر وہاں موجود ایک شخص نے سوال کیا کہ اگر ایسا ہی ہے تو ہم اپنی قسمت کے لکھے پر بھروسہ کر کے کیوں نہ بیٹھ جائیں یعنی محنت اور عمل چھوڑ دیں، جس کا نام نیک بختوں میں ہوگا وہ نیک کام کرے گا اور جس کا نام بدبختوں میں ہوگا، وہ برا کام کرے گا۔

آپ ﷺ نے اس پر جواب دیا:۔

جس کا نام نیک بختوں میں ہوتا ہے اس کو نیک کام کی توفیق ملتی ہے، اسی طرح جس کا نام

بدبختوں میں ہوتا ہے اس کو برے کام کی توفیق ہوتی ہے۔ پھر آپ نے سورۃ اللیل کی یہ آیتیں پڑھیں جن کا کچھ مفہوم یہی تھا۔

فَأَمَّا مَن أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى وَأَمَّا مَن بَخِلَ وَاسْتَغْنَى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى .

ترجمہ:۔ جس نے اللہ کی راہ میں دیا اور اپنے رب سے ڈرا اور نیک بات کی تصدیق کی تو ہم بھی اس کو آسان راستے کی سہولت دیں گے، لیکن جس نے بخیلی کی اور بے پرواہی برتی اور نیک بات کی تکذیب کی تو ہم بھی اس کی تنگی و مشکل کے سامان میسر کر دیں گے۔

ارشاد فرمایا:۔ جو شخص جنازہ کی نماز میں شریک رہتا ہے اس کو ایک قیراط کا ثواب ملتا ہے اور جو دفن تک شریک رہتا ہے اس کو دو قیراط کا، لوگوں نے پوچھا کہ قیراط کا کیا مطلب؟ آپ ﷺ نے فرمایا:۔ دو بڑے پہاڑوں کی طرح۔

اسی طرح مزید فرمایا:۔

جنازہ جب لے جایا جاتا ہے تو اگر وہ نیک شخص ہے تو کہتا ہے مجھے جلدی لے چلو، اگر نیک نہیں ہوتا تو کہتا ہے:۔ تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟ وہ چیختا ہے اور سوائے انسان کے اس کی یہ آواز ہر کوئی سنتا ہے، اگر انسان سنے تو بے ہوش ہو جائے۔

مزید ارشاد فرمایا:۔ جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی واپس چلے جاتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آوازیں سنتا ہے، اس کے بعد دو فرشتے آتے ہیں اور اس مردے کو بٹھا دیتے ہیں اور پوچھتے ہیں:۔ تمہارا محمد ﷺ کے بارے میں کیا خیال ہے، تو وہ اگر مومن ہے تو کہتا ہے کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اس پر اس سے کہا جاتا ہے کہ دوزخ کے ٹھکانہ کو دیکھو، اللہ نے تمہاری اس گواہی کی وجہ سے اس کے بدلہ میں جنت کا ٹھکانہ تم کو دیا ہے، اس طرح وہ دونوں ٹھکانوں کو دیکھتا ہے، پھر اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے، اگر وہ کافر یا منافق ہے تو کہتا ہے:۔ ہائے ہائے! میں نہیں جانتا، میں تو وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے، اس

پر اس سے کہا جاتا ہے کہ نہ تم نے جانا اور نہ کسی جاننے والے کی اتباع کی، اس کے بعد اس کو لوہے کے گرز سے اس کے دونوں کانوں کے درمیان مارا جاتا ہے جس سے اس کی ایسی چیخ نکلتی ہے کہ سوائے انسان اور جنات کے اللہ کی تمام مخلوقات اس کو سنتی ہے۔

قیامت کے روز بخل طوق بن کر گلے میں گا

رحمت عالم ﷺ کے جانثاروں کو اعمالِ صالحہ میں سبقت کی فکر ہمیشہ دامن گیر رہتی اور اس کے لیے وہ برابر فکر مند رہتے اور دربارِ نبوت میں حاضر خدمت ہو کر اس تعلق سے استفسار بھی کرتے رہتے۔

ایک شخص نے آج حاضر خدمت ہو کر دریافت کیا:۔

اللہ کے رسول ﷺ! بتایئے! ثواب کے اعتبار سے سب سے افضل صدقہ کیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا:۔ صحت کی حالت میں مال کی خواہش ہوتے ہوئے فقر کے ڈر کے باوجود مالداری کی امید میں تم اگر خیرات کرو تو یہ افضل صدقہ ہے، ایسا نہ ہو کہ جان جا رہی ہو اور تم کہہ رہے ہو کہ فلاں کو اتنا دینا اور فلاں کو اتنا، جبکہ وہ مال تو تمہارے نہ کہنے کے باوجود فلاں کا ہو ہی گیا۔

مزید ارشاد فرمایا:۔ جس کو اللہ مال دے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو اس کا وہ مال قیامت کے دن ایسے گنجے سانپ کی شکل میں آئے گا کہ اس کی آنکھ پر دو سیاہ نقطے ہوں گے۔ (یہ سانپ کے زہریلے پن کی علامت ہے) پھر اس کو اس کے گلے کا طوق بنایا جائے گا اور وہ سانپ اس کے چہرہ کو ڈسے گا اور کہے گا:۔ میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:۔ مالدار اپنی بخیلی کو اپنے حق میں بہتر نہ سمجھیں بلکہ یہ ان کے لیے بری چیز ہے، قیامت کے روز ان کا بخل طوق بن کر ان کے گلے میں ہوگا۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِن فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

اسی طرح ارشاد فرمایا:۔کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جس میں دو فرشتے زمین پر آ کر یوں نہ دعا کرتے ہوں:۔ اے اللہ! خرچ کرنے والوں کو اس کا بہتر بدلہ دے اور روکنے والوں کا مال تباہ کر دے۔

جو خوش دلی سے خیرات کرنے والوں کو کوستے ہیں

منافقین کا کام ہی نیکیوں میں آگے بڑھنے والوں کو طعنہ دینا اور ان کے متعلق عوام میں بدظنی پھیلانا تھا۔

آج عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے اپنے آٹھ ہزار درہم صدقہ کر دیے تو اس پر کہنے لگے:۔ انھوں نے ریا اور دکھاوے کے لیے ایسا کیا۔

ابوعقیل نے دن بھر محنت مزدوری کے بعد جتنا کمایا اس سے آدھی صاع کھجور خرید کر راہِ خدا میں دے دیا، ان کے اس جذبہ پر ان کی تعریف کرنے کے بجائے کہنے لگے:۔

اللہ کو ان کے ایک صاع کھجور کی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ نے اس پر فوراً یہ آیت نازل فرمائی۔

جو لوگ خوش دلی سے خیرات کرنے والے مؤمنوں کو کوستے ہیں اور طعنہ دیتے ہیں اور ان لوگوں کو بھی جن کے پاس اپنی کمائی کے علاوہ کچھ بھی نہیں، یہ ان کا مذاق اڑاتے ہیں، اللہ ان کا مذاق اڑاتا ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

الَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ .

بلی کو بھوکا رکھنے پر اللہ تعالیٰ کی خفگی

اللہ تعالیٰ کی رحیم وکریم ذات ایک طرف بندوں کی مغفرت کے لیے بہانوں کی تلاش میں رہتی ہے اور زندگی بھر کے پاپیوں کے چھوٹے چھوٹے، اللہ کو خوش کرنے والے عمل پر بخشش کے فیصلے ہوتے ہیں، تو دوسری طرف جب اس کی مخلوقات کے ساتھ چاہے وہ بے زبان ہی کیوں نہ ہوں، کوئی ناروا سلوک کرتا ہے تو اس پر اس کو کتنا غصہ آتا ہے اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے، اس کی سزا عام طور پر اس کو دنیا ہی میں مل جاتی ہے، اس سلسلہ کے دو واقعات رحمت عالم ﷺ نے آج اپنے صحابہ کو سنائے:۔

آج سورج گرہن لگ گیا تھا، آپ ﷺ نے مسجد نبوی میں صحابہ کرام کو جمع کر کے سورج گرہن کی نماز پڑھائی، نماز کے بعد خطبہ دیا، فرمایا:۔

مجھے بہت قریب سے جنت اور دوزخ کا مشاہدہ کرایا گیا، میں نے اس میں بنی اسرائیل کی ایک عورت کو دیکھا جس کو ایک بلی سامنے اور پیچھے سے نوچ رہی تھی، میں نے پوچھا ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ مجھ سے کہا گیا:۔

اس نے اس کو باندھ کر بھوکا رکھا تھا، خود سے اس کو زمین کے کیڑے مکوڑے کھانے بھی نہیں دیتی تھی یہاں تک کہ وہ بلی مرگئی۔

بے پناہ رحمت الٰہی پر دلالت کرنے والا آپ ﷺ نے پچھلی قوموں میں سے ایک شخص کا واقعہ سنایا:۔

ایک دن وہ راستہ سے جا رہا تھا، اس نے کانٹے دار ڈالی دیکھی، اس نے اس کو اٹھایا اور کنارے کر دیا، اللہ تعالیٰ اس کے اس عمل سے اتنے خوش ہوئے کہ اس کی مغفرت فرما دی۔

اس طرح کے خیالات آئیں تو أَعُوْذُ بِاللّٰہ پڑھو

رحمت عالم ﷺ نے آج دربارِ نبوت میں موجود حاضرین کو شیطان کے وسوسوں کو ختم کرنے کا ایک مجرب اور بہترین نسخہ بتایا۔

فرمایا:۔ شیطان تمھارے پاس آتا ہے اور دل میں بات ڈالتا ہے کہ بتاؤ:۔ یہ کس نے بنایا، وہ کس نے پیدا کیا؟ یہاں تک کہ جب انسان ہر چیز کے متعلق یہ کہتا ہے کہ اللہ نے پیدا کیا تو پھر یہ سوال کرتا ہے، تمھارے رب کو آخر کس نے پیدا کیا؟ جب اس طرح کے خیالات آئیں تو تم أَعُوْذُ بِاللّٰہ پڑھو یعنی شیطان سے پناہ طلب کرو اور اس خیال کو دل سے نکال دو۔

میں تو صرف اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں گی

رحمت عالم ﷺ کا معمول تھا بالعموم سفر یا جہاد کے موقع پر ازواجِ مطہرات میں سے کسی ایک کو ضرور ساتھ رکھتے، اس کے لیے قرعہ نکالتے اور جس کے نام قرعہ نکلتا اس کو ساتھ رکھتے، غزوہ بنی مصطلق کے لیے روانگی تھی، سفر میں رفاقت کا قرعہ صدیقہ عائشہ کے نام نکلا، غزوہ سے واپسی میں وہ آپ ﷺ کے ساتھ اونٹنی پر سوار تھی، پردہ کا حکم نازل ہو چکا تھا اس لئے خواتین سفر میں روانگی سے قبل اونٹ کی پالکی میں بٹھادی جاتیں اور ان کی پالکی کو جو کپڑوں وغیرہ سے ڈھکی ہوتی سواری پر رکھ دیا جاتا، اس سفر میں اتفاق سے ایک تاریخی واقعہ پیش آیا اس کی تفصیلات خود ام المومنین صدیقہ عائشہ ہی کی زبانی سنئے۔

فرماتی ہیں:۔ غزوہ سے واپسی میں آپ ﷺ کا قافلہ مدینہ منورہ کے قریب پہنچ گیا اور ایک جگہ پڑاؤ تھا، اچانک رات کو وہاں سے کوچ کا آپ ﷺ نے حکم دیا، اس وقت میں اپنی

ضرورت سے فارغ ہونے کے لئے گئی ہوئی تھی، واپس لوٹ کر جب اپنے قافلہ کے پاس پہنچی تو کیا دیکھتی ہوں کہ میرے سینہ پر موجود ظفار کے کالے نگینوں کا ہار ٹوٹ کر گر گیا ہے، چنانچہ اس کی تلاش میں واپس چلی گئی، اسی دوران میرا ہودج اٹھا کر لوگوں نے اونٹ پر رکھ دیا، وہ یہ سمجھے کہ میں اندر بیٹھی ہوں چونکہ میں ہلکی پھلکی تھی اس لیے ان کو اس میں میرے نہ ہونے کا احساس نہیں ہوا، جب ہار کو تلاش کر کے میں لوٹ آئی تو پورا قافلہ نکل چکا تھا، میں اسی جگہ بیٹھ گئی، یہ سوچ کر کہ جب آگے جانے کے بعد لوگ مجھے غائب پائیں گے تو واپس لوٹ کر یہیں آئیں گے، اسی دوران بیٹھے بیٹھے میری آنکھ لگ گئی۔

قافلہ کے اخیر میں رہنے والے اور سامان کی خبر گیری رکھنے والے صفوان بن معطل سلمیؓ اتفاق سے اس جگہ بعد میں پہنچ گئے، وہ مجھے پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے دیکھ چکے تھے اس لیے مجھے پہچان گئے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، ان کی آواز سے میں جاگ گئی، انہوں نے اپنا اونٹ بٹھایا اور اتنی احتیاط برتی کہ خود سوار نہیں ہوئے بلکہ پیدل اس کو کھینچتے ہوئے دوپہر کے وقت تک مجھے قافلہ سے ملا دیا، ہم جب وہاں پہنچے تو اس وقت قافلہ کے سب لوگ آرام کر رہے تھے، اس کے بعد جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی بن سلول نے میرے متعلق غلط افواہ اڑادی اور مجھے بدنام کیا جس کا مجھ کو پتہ نہیں چلا، لیکن رحمت عالم ﷺ پر اس کا طبعی طور پر اثر ہوا، چنانچہ اب ان کی وہ شفقتیں اور محبتیں مجھ پر نہیں رہیں جو پہلے تھیں، اتفاق سے میں مدینہ پہنچ کر بیمار ہوگئی، بیماری میں بھی میں نے آپ ﷺ کی وہ محبت نہیں پائی جو اس طرح کے موقع پر پاتی تھی، آپ ﷺ صرف میرے کمرہ میں آتے، سلام کرتے، خیریت پوچھتے اور چلے جاتے، میں اپنی بیماری سے لاغر ہوگئی۔

ایک دن مسطح کی ماں کے ساتھ میں ضرورت سے فارغ ہونے کے لیے شہر سے باہر جارہی تھی (عام طور پر خواتین اس کے لئے مدینہ میں رات ہی کو نکلتی تھیں، اس زمانے میں گھروں میں بیت الخلاء نہیں ہوتے تھے)، مسطح کی ماں کا پیر چادر میں اٹک کر پھسل گیا، اس پر اس کی زبان

سے بے ساختہ یہ نکلا:۔ مسطح ہلاک ہو! میں نے ان سے یہ سن کر کہا:۔ مسطح تو نیک آدمی ہے، غزوہ بدر میں شریک تھا، تم ان کو کیوں بددعا دے رہی ہو؟ اس پر اس نے کہا:۔ مسطح اور ان کے ساتھی نے تمھارے متعلق جو افواہیں پھیلائی ہیں، کیا تمہیں پتہ نہیں؟ (منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی کی طرف سے حضرت عائشہؓ پر لگائی گئی تہمت سے بعض صحابہ بھی متاثر ہوگئے تھے جس میں حضرت مسطح بھی تھے)، یہ سن کر میری تو حالت خراب ہوگئی اور میں پہلے سے زیادہ بیمار ہوگئی، جب میں گھر پہنچی تو رحمت عالم ﷺ نے سلام کیا اور خیریت پوچھی، میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا:۔ آپ مجھے اپنے والدین کے گھر جا کر رہنے کی اجازت مرحمت فرمائیں، دراصل میں ان کے پاس جا کر اس معاملہ کی تحقیق و تفصیل جاننا چاہتی تھی، اس کے بعد میں آپ ﷺ کی اجازت سے اپنے والدین کے پاس رہی اور امی سے پوچھا:۔ یہ کیا باتیں میرے متعلق ہو رہی ہیں؟ انھوں نے کہا:۔ جب کوئی عورت خوبصورت ہوتی ہے اور اس کا شوہر اس سے محبت کرتا ہے اور اس کی کئی سوکنیں بھی ہوتی ہیں، تو وہ اس کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتی ہیں۔

خیر میں نے وہ رات جاگ کر اور رو رو کر گزار دی، صبح جب ہوئی تو رحمت عالم ﷺ نے اسامہ اور علی سے میرے متعلق مشورہ کیا کہ اس صورت حالت میں عائشہ کے ساتھ کیا کیا جائے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اب تک میرے اس معاملہ میں ہدایت اور کوئی وحی بھی نازل نہیں ہوئی تھی۔

اسامہ نے یہ سن کر فرمایا:۔ ہم تو عائشہ کو پاک وصاف سمجھتے ہیں، البتہ علی نے کہا:۔ اگر ان کو آپ طلاق دیں گے تو اللہ کی طرف سے آپ کے لیے بیویوں کی کوئی کمی نہیں ہوگی، آپ کے لیے عورتوں کی کیا کمی ہے، پھر بھی آپ ان کی لونڈی بریرہ کو بلا کر ان کے متعلق پوچھ لیجیے، وہ سچ سچ بولے گی۔

آپ ﷺ نے بریرہ کو بلایا اور یہ پوچھا:۔ کیا تم نے عائشہ میں کوئی ایسی بات تو نہیں دیکھی

ہے؟ اس نے کہا:۔ ایسی کوئی بات اللہ کی قسم! میں نے ان میں نہیں دیکھی، البتہ چونکہ وہ ابھی کم عمر ہے اس لیے کبھی کبھی آٹا گوند کر سو جاتی ہے تو بکری آ کر اس کو کھا جاتی ہے، یہ سن کر آپ ﷺ کو اطمینان ہو گیا اور آپ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا:۔ میں تو عائشہ کو پاک دامن سمجھتا ہوں اور اس شخص کو بھی یعنی صفوان بن معطل کو جن کے متعلق لوگ بدگمانی کر رہے ہیں، ایک شخص نے میری بیوی عائشہ کے سلسلہ میں مجھے بہت تکلیف پہنچائی ہے، کون میری طرف سے اس کی خبر لے گا؟ (اشارہ منافقوں کے سردار عبداللہ ابن ابی کی طرف تھا، آپ ﷺ نے نام نہیں لیا) یہ سن کر سعد بن معاذؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے:۔ اگر آپ کو تکلیف دینے والا شخص ہمارے قبیلہ اوس سے ہے تو میں اس کی خبر لوں گا اور اس کی گردن اڑا دوں گا، اگر دوسرے قبیلہ خزرج کا ہے تو آپ اس کے متعلق جو حکم دیں گے اس کو بھی میں بجالاؤں گا، یہ سننا تھا کہ قبیلہ خزرج کے سردار سعد بن عبادہؓ کی رگ حمیت پھڑک اٹھی، جب انھوں نے یہ سنا کہ ان کے قبیلہ خزرج کے آدمی کو اوس کا آدمی قتل کرے گا، تو فرمانے لگے:۔ اللہ کی قسم! تم غلط کہتے ہو، تم ہمارے قبیلہ کے کسی شخص کو مار ہی نہ سکو گے، ادھر یہ سن کر قبیلہ اوس کے اسید بن حضیرؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ کو جواب دیا کہ اگر وہ خزرج کا آدمی نکلا ہم تو اللہ کی قسم اس کا کام ضرور تمام کر دیں گے۔ سعد! تم کیوں منافقین کا دفاع کر رہے ہو؟ اس گہما گہمی میں یہ عالم ہو گیا کہ مجلس تیز سے تیز تر ہوتی گئی، قریب تھا کہ دونوں طرف سے ہتھیار نکل آتے اور خون خرابہ ہو جاتا، یہ ماجرا دیکھ کر آپ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے اور ان سب کو ٹھنڈا کر کے خاموش کر دیا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:۔

ادھر میرا حال روتے روتے ناقابلِ برداشت ہو رہا تھا، قریب تھا کہ کلیجہ پھٹ جاتا، نہ آنسو رکتے، نہ نیند آتی، دو رات اور ایک دن اسی طرح گزر گئے، صبح کو میرے والدین میرے پاس آئے، اسی دوران ہمارے گھر میں ایک انصاری عورت آئی اور وہ بھی ہمارے ساتھ رونے میں

شریک ہوگئی، کچھ ہی دیر کے بعد رحمت عالم ﷺ بھی تشریف لائے اور بیٹھ گئے، اس واقعہ کے بعد سے پہلی دفعہ آپ ﷺ کا میرے پاس یہ بیٹھنا ہو رہا تھا، اس پر پورا ایک مہینہ گزر گیا تھا اور میرے متعلق کوئی وحی بھی نازل نہیں ہو رہی تھی۔

حمد وثنا کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:۔

سنو، عائشہ! تمہارے متعلق مجھے اس اس طرح کی خبریں پہنچی ہیں، اگر تم واقعی معصوم ہو تو اللہ تعالیٰ تم سے الزام کو ہٹا دے گا یعنی تمہاری برأت کر دے گا، اس کے برخلاف اگر واقعی تم سے کوئی غلطی ہوئی ہے تو تم اللہ سے معافی مانگو اور استغفار کرو، اللہ تعالیٰ بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔

جب آپ ﷺ اپنی یہ گفتگو مکمل فرما چکے تو یک دم سے میرے آنسو رک گئے اور میں نے اپنے والد سے مخاطب ہو کر کہا:۔ آپ میری طرف سے جواب دیجئے، انھوں نے کہا:۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا ہے، جب میں نے امّی سے کہا کہ وہ جواب دے تو انھوں نے بھی یہی جواب دیا، بالآخر میں نے ہی جواب دینا شروع کیا اور کہا:۔

مجھے معلوم ہے کہ ان افواہوں پر آپ سب نے یقین کر لیا ہے، میں اپنی برأت و پاکدامنی کو بیان کروں اور اللہ تعالیٰ بھی جانتا ہے کہ میں پاکدامن ہوں، تو آپ میری بات پر یقین نہیں کریں گے، اگر میں گناہ کا اقرار کروں جب کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں پاکدامن ہوں، آپ اس کو سچ سمجھیں گے، اب میں اس موقع پر حضرت یوسفؑ کے والد حضرت یعقوبؑ کی طرح یہی کہہ سکتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صبر جمیل کی توفیق دے، میرے متعلق آپ جو سمجھ رہے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ ہی میرا مددگار ہے۔

اتنا کہہ کر میں اپنے بستر پر جا کر لیٹ گئی، یہ تو مجھے امید تھی کہ اللہ تعالیٰ ضرور میری برأت کو ظاہر کر دے گا لیکن میرے بارے میں قرآنی آیات کی شکل میں باقاعدہ وحی اترے گی اس کا مجھے گمان بھی نہیں تھا، زیادہ سے زیادہ میں یہ سمجھتی تھی کہ رحمت عالم ﷺ کے خواب میں اس

معاملہ کی صفائی کروائی جائے گی، اللہ کی قسم! اس پوری گفتگو کے بعد نہ آپ ﷺ میرے کمرے سے نکلے تھے اور نہ میرے گھر والے اپنی جگہ سے ہٹے تھے کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی، جب وحی کی حالت ختم ہوئی تو آپ ﷺ خوشی و مسرت سے مسکرانے لگے اور پہلا جملہ جو اس کے بعد آپ ﷺ کی زبانِ مبارک سے نکلا وہ یہ تھا:۔

سنو، عائشہ! اللہ کا شکر ادا کرو۔

یہ سن کر میری امّی امّ رُمان کہنے لگی:۔ عائشہ! اٹھ اور آپ ﷺ کا شکر ادا کر، میں نے کہا:۔ نہ میں اٹھ کر آپ ﷺ کے پاس جاؤں گی اور نہ آپ ﷺ کا شکر ادا کروں گی، میں تو صرف اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں گی، اسی نے مجھے بری کر دیا۔

وہ آیات جو میرے متعلق نازل ہوئیں یہ تھیں:۔

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ.

جن لوگوں نے الزام لگایا ہے ان کا تعلق تم ہی میں سے ایک جماعت سے ہے، اس کو تم برا نہ سمجھو بلکہ یہ صورتِ حال تمہارے حق میں بہتر ہی ہوگی۔

جب میری برأت کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہو گیا تو مجھے بدنام کرنے والوں میں چونکہ میرے رشتہ دار مسطح بھی شامل تھے اور ان کی غربت کی وجہ سے میرے والدان کی مالی مدد کرتے تھے تو میرے والد نے کہہ دیا کہ اب میں اس کے بعد مسطح کی کوئی مالی اعانت نہیں کروں گا، اس لیے کہ انھوں نے میری بیٹی کو ناحق بدنام کیا ہے۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:۔

جو لوگ تم میں صاحب فضل اور صاحب وسعت ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ رشتہ داروں محتاجوں اور وطن چھوڑ جانے والوں کو کچھ خرچ نہیں دیں گے، ان کو چاہیے کہ معاف کر دیں اور درگزر کریں، کیا تم پسند نہیں کرتے کہ خدا تم کو بخش دے اور خدا تو بخشنے والا مہربان ہے۔

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ .

جب میرے والد نے ان آیات کو سنا تو مسطح پر پہلے کی طرح ہی نوازش کرنے لگے، اس واقعہ کے بعد رحمت عالم ﷺ نے میرے متعلق زینبؓ بنت جحش سے بھی پوچھا تھا، لیکن انھوں نے باوجود اس کے کہ سوکنوں میں میرا مقابلہ براہ راست ہمیشہ ان ہی سے رہتا تھا، انھوں نے یہی فرمایا تھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ! میں نے جو دیکھا یا سنا وہ کہتی ہوں اور وہ یہ ہے کہ عائشہ پاک دامن ہیں، میری یہ تصدیق زینب کی پرہیزگاری کی وجہ ہی سے ممکن تھی۔

اے اللہ کے رسول! اب بس کر دیجیے

روئے زمین پر آج حق و باطل کا فیصلہ کن معرکہ ہے، غزوہ بدر کا دن ہے، ایک طرف تین سو تیرہ نہتے مجاہدین ہیں تو دوسری طرف ایک ہزار مسلح کفار و مشرکین کی جمعیت، رحمت عالم ﷺ کی بے چینی و بے قراری یہ سوچ کر لحہ بہ لحہ بڑھ رہی ہے کہ اگر اللہ کے یہ نہتے مجاہدین راہِ خدا میں آج کام آ گئے تو اس کے دین کا کیا ہوگا !

صبح کا وقت ہے، جنگ شروع کرنے کے لیے دونوں فریقین اپنی تیاری کے آخری مراحل مکمل کر چکے ہیں، اچانک رحمت عالم ﷺ کی نظر اپنے سامنے موجود کفار کی بھاری بھرکم مسلح جمعیت پر پڑتی ہے تو آپ ﷺ سیدھے اپنے خیمہ میں تشریف لے جاتے ہیں، قبلہ رو ہوتے ہیں اور اپنا دست مبارک اللہ کے حضور میں بڑی الحاح و زاری کے ساتھ پھیلا کر یوں دست بدعا ہوتے ہیں۔

اے میرے رب! تو نے مجھ سے جس فتح کا وعدہ فرمایا ہے آج اس کو پورا کر۔

اے اللہ! اگر تیرے یہ بندے آج کے دن شہید ہو گئے تو روئے زمین پر تیری عبادت کا

سلسلہ ہی قیامت تک بند ہوجائے گا۔ (اس لیے کہ یہ آخری امت ہے اور اس کے بعد کوئی امت آنے والی نہیں)۔

اس ابتہال وتضرع میں آپ ﷺ کی چادر بھی بدن مبارک سے گر جاتی ہے، اسی وقت خیمہ میں صدیق اکبر داخل ہوتے ہیں، گری ہوئی چادر کو واپس آپ ﷺ کے بدن مبارک پر ڈال دیتے ہیں، پھر پیچھے سے آپ ﷺ سے چمٹ جاتے ہیں اور دست مبارک پکڑ کر کہنے لگتے ہیں:۔

اے اللہ کے رسول! اب بس کر دیجیے، آپ کے رب نے آپ کی گریہ وزاری سن لی، وہ آپ سے کیا ہوا آپ کے غلبہ وفتح کا وعدہ عنقریب پورا کر دے گا۔

دعا سے فراغت کے بعد آپ ﷺ زرہ پہن کر اپنے خیمہ سے مقابلہ کے لیے نکلتے ہیں اس وقت زبان مبارک پر یہ جملہ جاری ہوتا ہے۔

"تھوڑی ہی دیر میں کافروں کو شکست ہوگی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے"

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ (القمر ۴۵)

کچھ ہی دیر میں یہ آیت اترتی ہے کہ تم سب اپنے رب سے مدد طلب کر رہے تھے تو اس نے تمھاری دعا سن لی اور ایک ہزار فرشتوں کے ذریعہ تمہاری مدد کی۔

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ.

ترجمہ:۔ جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کرتے تھے تو اس نے تمھاری دعا قبول کر لی کہ ہم ہزار فرشتوں سے جو ایک کے بعد ایک آئیں گے تمہاری مدد کریں گے۔

یا تو وہ مر جائے یا پھر میں شہید ہو جاؤں

حق وباطل کا پہلا معرکہ میدانِ بدر میں شروع ہی ہونے والا ہے، مجاہدین رحمت عالم ﷺ کی قائم کی ہوئی ترتیب کے مطابق صف بستہ کھڑے ہیں، ان میں عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے دائیں

بائیں دونو عمر لڑکے معاذ بن عمرو بن جموح اور معوذ بن عفراء بھی ہیں، ان کم عمر بچوں کو اپنے دائیں بائیں دیکھ کر فطری طور پر عبدالرحمٰن بن عوف کے دل میں یہ بات آئی:۔ کاش! میں ان بچوں کے بجائے ان سے زیادہ عمر والے مجاہدین کے درمیان ہوتا! ان کے دل میں یہ خیال آ ہی رہا تھا کہ ان میں سے ایک بچہ نے ان سے اشارہ سے پوچھا:۔

چچا جان:۔ بتایئے! سامنے جو دشمن نظر آ رہے ہیں ان میں ابوجہل کون ہے؟ انھوں نے کہا:۔ بیٹے! تمھیں اس سے کیا مطلب؟ اس پر بچہ نے کہا:۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ اللہ کے رسول کو گالی دیتا ہے، خدا کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر میں نے اس کو دیکھا تو سمجھ لیجئے یا تو وہ مر جائے گا یا پھر میں شہید ہو جاؤں گا۔

عبدالرحمٰن بن عوف کو جب اس کی اس بات پر حیرت ہوئی تو اسی دوران ایک اور بچہ نے بھی ان سے یہی سوال کیا کہ اس میں ابوجہل کون ہے؟ کچھ ہی دیر گزری تھی کہ مجمع میں ابوجہل نظر آیا انہوں نے ان بچوں سے کہا کہ لو، دیکھ لو! تمہارا مطلوبہ شکار سامنے ہی ہے! یہ سننا تھا کہ تیزی سے اس کی طرف یہ دونوں بچے بڑھے اور اس کو ختم کر کے ہی واپس لوٹے اور وہاں سے سیدھے اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں دشمن خدا کے خاتمہ کی خوشخبری لے کر پہنچے، آپ ﷺ نے پوچھا:۔ بتاؤ، تم میں سے اس کو کس نے قتل کیا؟ دونوں میں ہر ایک کہنے لگا:۔ میں نے مارا، آپ ﷺ نے کہا:۔ بتاؤ! تم نے اس کے لگنے والے خون سے اپنی تلواروں کو صاف تو نہیں کیا ہے؟ دونوں نے کہا:۔ نہیں، جب آپ ﷺ نے ان کی تلواریں دیکھیں تو فرمایا:۔ تم دونوں نے ہی اس کو مارا ہے۔

نہ دیے جانے والے مجھے زیادہ محبوب ہیں

آج دربار رسالت میں کچھ قیدی لائے گئے، آپ ﷺ نے اس کو لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ حاضرین میں عمرو بن تغلب بھی تھے، ان کو بھی امید تھی کہ ان کے بھی حصہ میں کوئی قیدی

آئے گا، لیکن نہیں آیا، انھوں نے اس پر اللہ کے رسول سے کچھ نہیں کہا، البتہ وہ لوگ جن کو مالِ غنیمت میں سے کچھ نہیں ملا تھا آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے اور اللہ کے رسول ﷺ سے مل کر اس پر اپنی ناگواری کا بھی اظہار کیا۔

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:۔

سنو! نہ دینے پر جن لوگوں کی بے صبری یا ناراضی کا مجھے ڈر ہوتا ہے میں ان ہی کو دیتا ہوں اور جن کے متعلق مجھے اطمینان ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دلوں میں بھلائی اور بے نیازی ہے تو میں ان کو نہیں دیتا اور نہ دیے جانے والے دیے جانے والوں سے زیادہ مجھے محبوب ہوتے ہیں، عمرو بن تغلب بھی ان ہی لوگوں میں سے ہیں۔

یہ سننا تھا کہ عمرو بن تغلب خوش ہو کر کہنے لگے:۔

میرے حق میں آپ ﷺ کے اس کلمہ کے عوض مجھے سرخ اونٹ بھی ملتے تو اتنی خوشی نہیں ہوتی جتنی مسرت مجھے آپ ﷺ کے اس جملہ سے ہوئی۔

اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی تم ہی میں سے ہوتا

آج قبیلہ ہوازن کا مالِ غنیمت مدینہ منورہ پہنچ گیا تو رحمت عالم ﷺ نے اس کو بعض ان قریش کے سرداروں میں جو حال ہی میں اسلام میں داخل ہوئے تھے ان کی دل بستگی کے لیے تقسیم کر دیا، جن میں سردارانِ قریش ابوسفیان، حکیم بن حزام، سہیل بن عمرو وغیرہم بھی تھے، ان میں سے بعض لوگوں کو سو سو اونٹ بھی دیئے۔

انصاریوں کو جب اس کا علم ہوا کہ انھیں محروم رکھ کر صرف قریشیوں کو یہ مالِ غنیمت دیا گیا ہے تو وہ کہنے لگے:۔

اللہ کے رسول ﷺ قریش کو دیتے ہیں اور ہمیں نہیں دیتے جب کہ یہی وہ قریش کے مشرکین ہیں جن سے جہاد کر کے لوٹنے کے بعد ہماری تلواروں سے ان کا خون ابھی تک ٹپک رہا ہے۔

جب سرکار دو عالم ﷺ تک ان کی خفگی کی اطلاع پہنچی تو آپ نے ان انصاریوں کو ایک خیمہ میں جمع فرمایا اور اس میں ان کے علاوہ کسی غیر انصاری کو آنے سے منع فرمایا۔

پھر آپ ﷺ نے ان سے مخاطب ہو کر پوچھا:۔

بتاؤ! تمھارے متعلق مجھے کیا خبریں پہنچ رہی ہیں؟ کیا تم میرے متعلق اس اس طرح کے تبصرے کر رہے ہو؟!

حاضرین مجلس میں سے بعض لوگ کہنے لگے:۔

اللہ کے رسول ﷺ! یہ باتیں کم عقلوں نے کہی ہیں، کسی سمجھ دار نے نہیں اور وہ اس اس طرح کی باتیں تھیں جو اوپر گزر چکیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:۔

میں دل بستگی کے لیے ایسے لوگوں کو مال دیتا ہوں جو نئے نئے اسلام میں داخل ہوتے ہیں، کیا تم انصار کے لوگ اس بات پر راضی نہیں کہ قریش اپنے ساتھ دنیا کا مال لے کر جائیں اور تم اللہ کے رسول کو لے کر جاؤ۔

خدا کی قسم! تم جس کو لے کر لوٹو گے وہ اس سے کہیں بہتر ہوگا جس کو وہ لے کر جا رہے ہیں۔

آپ کی اس مؤثر، حوصلہ افزا اور دل پذیر گفتگو سن کر وہاں موجود سب انصاریوں نے بیک زبان کہا:۔ ہم اس پر خوش ہیں۔

اس کے بعد مزید آپ ﷺ نے ان کی ہمت افزائی کے لیے فرمایا:۔

سنو:۔ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں تم انصاریوں ہی کا ایک فرد ہوتا، اگر سب لوگ ایک راستہ

سے چلیں اور انصار دوسرے راستہ سے تو میں انصار ہی کے راستہ پر چلوں گا۔

لوگ خواہ کسی گھاٹی یا وادی میں چلیں، میں تو انصار کی وادی اور گھاٹی میں چلوں گا۔

انصار کپڑے میں استر کی طرح ہیں جو ہمیشہ جسم سے لگا رہتا ہے اور دوسرے لوگ اوپر کے کپڑے کی طرح ہیں۔

امید ہے ان کی نسل میں اسلام کے نام لیوا پیدا ہوں گے

آج عائشہ صدیقہؓ نے رحمت عالم ﷺ سے ایک بے تکلف سوال کر دیا، پوچھا:۔

سرکار! آپ کی زندگی کا سخت ترین دن میرے گمان کے مطابق تو غزوۂ احد کا دن ہے کیا آپ کے خیال میں اس سے بھی کوئی سخت دن آپ پر گزرا ہے؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔ عائشہ! تمھاری قوم سے جو تکلیفیں مجھے اٹھانی پڑی ہیں اس کا حال تو کچھ مجھ ہی کو معلوم ہے، مجھ پر سخت ترین دن عقبہ یعنی طائف کا گزرا ہے، میں ابن عبد یالیل بن عبد کلال (طائف کے سردار) کے پاس گیا، اس نے میرا کہا نہیں مانا یعنی اسلام نہیں لایا، اس کے بعد ان کے بچوں نے مجھے پتھر مارے جس سے میں لہولہان ہو گیا، میں غم زدہ و رنجیدہ ہو کر وہاں سے لوٹ رہا تھا کہ قرن الثعالب کے پاس پہنچ کر مجھے ہوش آیا، میں نے اپنی نگاہ اوپر اٹھائی، تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بادل مجھ پر سایہ کیے ہوئے ہے، اس میں جبرئیل علیہ السلام تھے، وہ کہہ رہے تھے:۔

سنو! تمھاری قوم نے تمھارے ساتھ جو سلوک کیا ہے اس کو تمھارے رب نے سن لیا ہے اب اس نے پہاڑ کے فرشتہ کو بھیجا ہے کہ تم ان سے جو چاہے کام لو۔

کچھ ہی دیر میں پہاڑ کے فرشتہ نے حاضر ہو کر مجھے سلام کیا اور کہا کہ اے محمد! اگر تم چاہو تو میں ان دو پہاڑوں کو ملا دوں (تاکہ اس کے درمیان موجود بنی ثقیف کے شریر لوگ کچل دیے جائیں) اس پر میں نے کہا:۔ نہیں، مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ ان کی نسل میں

اسلام کے نام لیوا پیدا ہوں گے۔

(مشہور اسلامی مجاہد سندھ کا فاتح محمد بن قاسم ثقفی اسی قوم بنی ثقیف سے تھا اور یہ آپ ﷺ کی اسی دعا کا اثر تھا)۔

بلال:۔ ابھی اقامت نہ کہنا، سخت گرمی ہے

رحمت عالم ﷺ آج سفر میں تھے اور رفقائے سفر میں آپ کے جانثار صحابی و مؤذن مسجد نبوی بلال حبشی بھی تھے، موسم عام دنوں سے زیادہ سخت تھا، گرمی اپنے عروج پر تھی اور برداشت سے باہر ہو رہی تھی، بلالؓ نے جب دیکھا کہ ظہر کا وقت ہو گیا ہے تو حسب معمول اذان دی، اس پر ان سے آپ ﷺ نے فرمایا:۔

بلال ابھی نماز کے لیے اقامت نہ کہنا، انتظار کرنا، سخت گرمی ہے اور گرمی کی شدت دوزخ کی بھاپ سے ہے۔

فرمایا:۔ بخار کا تعلق بھی جہنم کی بھاپ سے ہے، جب کسی کو بخار آئے تو اس کو تم پانی سے ٹھنڈا کرو یعنی اس پر پانی چھڑکو، بخار چونکہ جہنم کے جوش مارنے سے آتا ہے اس لیے تم اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

مزید ارشاد فرمایا:۔

دوزخ نے اپنے پروردگار سے ایک دن شکایت کی کہ گرمی کی شدت سے میں خود اپنے کو کھا رہی ہوں، اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کی اجازت دی کہ وہ ایک سال میں دو مرتبہ سانس لے، ایک گرمی کے موسم میں اور ایک جاڑے کے موسم میں، گرمی میں جو تم سخت گرمی دیکھتے ہو وہ اس کے اسی سانس چھوڑنے کا اثر ہے۔

تم یہودیوں کا عبداللہ بن سلام کے متعلق کیا خیال ہے؟

یہودی مسلمانوں کے دشمن، جھوٹے، دغاباز اور مکار تھے اور خود اپنے کہنے کا انکار کرنے والے، آج بھی اس سلسلہ میں ایک تجربہ ہوگیا، دربارِ نبوت میں آج عبداللہ بن سلام جو اسلام میں داخل ہونے سے پہلے یہودیوں کے سب سے بڑے عالم تھے موجود تھے، باتوں باتوں میں انہوں نے کہا:۔ اے اللہ کے رسول! یہودی انتہائی جھوٹے لوگ ہیں، اگر انھیں میرے اسلام لانے کا علم ہو اور آپ ان سے میرے متعلق دریافت فرمائیں تو جھوٹ بولیں گے، یہ گفتگو چل رہی تھی کہ کچھ یہودی حاضر خدمت ہوئے جن کو دیکھ کر عبداللہ بن سلام گھر میں جا کر چھپ گئے تاکہ آپ ﷺ ان سے متعلق ان یہودیوں سے بے تکلف کچھ پوچھ سکیں، چنانچہ رحمت عالم ﷺ نے ایسے ہی کیا اور ان سے پوچھا:۔

بتاؤ:۔ تم یہودیوں کا عبداللہ بن سلام کے متعلق کیا خیال ہے؟ انہوں نے بیک زبان کہا وہ تو ہمارے سب سے بڑے عالم، سب سے بڑے عالم کے صاحبزادے، خود بھی ہم میں سب سے بہتر اور ہم میں سب سے بہتر شخص کے فرزند ہیں، اس پر آپ ﷺ نے ان سے پوچھا:۔ اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو کیا آپ لوگ بھی اسلام لے آئیں گے؟ اس پر انھوں نے کہا:۔ اللہ ان کو اس سے بچائے کہ وہ اسلام میں داخل ہوں۔

یہ سن کر عبداللہ بن سلام کمرہ سے باہر نکل آئے اور بولے:۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہیں، وہ تنہا معبود ہے اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں۔

یہ سن کر وہ سب یہودی آگ بگولہ ہوگئے اور کہنے لگے:۔ عبداللہ بن سلام ہم میں سب سے بُرا آدمی اور سب سے بُرے آدمی کا بیٹا ہے۔

حضرت ابراہیم کے مشابہ ان کی اولاد میں میں ہوں

ہجرت سے قبل مکہ میں قیام کے دوران سفر معراج میں پہلے آسمان سے سدرۃ المنتہیٰ تک رحمت عالم ﷺ کی متعدد انبیائے کرام سے ملاقات ہوئی، آج کی مجلس میں آپ ﷺ نے ان میں بعض انبیاء کی شکل وصورت کے متعلق اپنے جانثاروں کو بتایا، فرمایا:۔

موسیٰ علیہ السلام گھنگریالے بالوں والے گندمی رنگ کے تھے جیسے قبیلہ شنوءہ یعنی یمن کے لوگ ہوتے ہیں۔

عیسیٰ علیہ السلام میانہ قد کے سرخ سفید تھے، ان کے بال ایسے تھے جیسے ابھی غسل کر کے حمام سے نکلے ہوں۔

جہاں تک ابراہیم علیہ السلام کی شکل وصورت کا سوال ہے تو ان کے مشابہ یعنی ہم شکل ان کی اولاد میں میں ہوں۔

ارشاد فرمایا:۔ ابراہیم علیہ السلام کو اپنی زندگی میں تین دفعہ جھوٹ کا سہارا لینا پڑا، پہلی دفعہ اس وقت جب انھوں نے کہا کہ میں بیمار ہوں، جب ان کی قوم نے بتوں کی عبادت کے لیے شہر سے باہر عید کے دن جانے کے لیے ان سے اصرار کیا۔

دوسری دفعہ اس وقت جب بتوں کو توڑ کر کلہاڑی ایک بڑے بت کے گردن میں لٹکا دی اور پوچھنے پر کہا کہ اسی بت نے یہ حرکت کی ہے۔

تیسری دفعہ اس وقت جب وہ اپنی زوجہ سارہ کو لے کر سفر میں جا رہے تھے، ان کا گزر ایک ظالم اور زانی بادشاہ کے پاس سے ہو رہا تھا جو ہر شخص کی خوبصورت بیوی کو پکڑ کر اس سے بدکاری کرتا تھا، اس موقع پر انھوں نے سارہ سے کہا کہ اگر وہ تم کو پکڑ کر لے جائے تو میں کہوں گا کہ یہ

میری بیوی نہیں بہن ہے، تم اس سے انکار نہیں کرنا اس لیے کہ اے سارہ! اس وقت روئے زمین پر کوئی مومن نہیں اور ہم دونوں اس نسبت سے آپس میں بھائی بہن ہیں۔

دورانِ سفر وہاں سے گذرتے ہوئے سارہ کو اس بادشاہ نے پکڑ لیا، وہ اس کی عصمت پر ہاتھ ڈالنے ہی والا تھا کہ اسی وقت اس کا ہاتھ شل ہو گیا۔

اس پر وہ سارہ سے کہنے لگا کہ تم اللہ سے دعا کرو، میں تمھیں اب نہیں ستاؤں گا، سارہ نے دعا کی اور وہ اچھا ہو گیا، لیکن پھر اس نے وہی حرکت کی تو اس کا ہاتھ پھر اسی طرح مفلوج ہو گیا۔

یہ ماجرا دیکھ کر اس نے کہا:۔ اب میں دوبارہ ایسا نہیں کروں گا، سارہ تم دعا کرو، اس پر سارہ نے جب دعا کی تو اس کا ہاتھ ٹھیک ہو گیا، اس کے بعد اس نے اپنے خدام کو بلایا اور ان سے کہا:۔ تم نے کیسی عورت کو مجھ تک پہنچایا ہے؟ یہ تو شیطان ہے، یہ کہہ کر اس نے ہاجرہ نام کی ایک لونڈی سارہ کو دے دی اور اس کو جانے دیا، سارہ جب لوٹ کر ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچی تو وہ نماز میں تھے، انھوں نے نماز ہی میں اشارہ سے پوچھا کہ تمھارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ سارہ نے کہا:۔ اللہ نے اس بدکار کو مجھ پر دست درازی سے روک دیا اور اس نے مجھے ایک لونڈی بھی ہدیہ کر دی۔

ہاجرہ نامی اسی لونڈی سے حضرت ابراہیم نے بعد میں شادی کی اور ان کے بطن سے حضرت اسماعیلؑ کی ولادت ہوئی اور ان ہی کی نسل سے خاتم الأنبیاء وسید المرسلین رحمت عالم حضرت محمد ﷺ کی پیدائش ہوئی (جب کہ حضرت سارہ سے حضرت اسحاق پیدا ہوئے، حضرت یعقوب ان کے بیٹے تھے اور حضرت یوسف ان کے پوتے تھے)۔

تین بچوں نے اپنے گہوارے میں گفتگو کی

صحابہ کرام کا اب تک یہی خیال تھا کہ اب تک گہوارے میں صرف حضرت عیسیٰؑ ہی نے گفتگو کی تھی، رحمت عالم ﷺ نے ایک دن ان کی اس غلط فہمی کو دور کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس طرح کے تین بچوں نے اپنے گہوارے میں گفتگو کی ہے:

۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام

۲) بنی اسرائیل کے ایک شخص نے جس کا نام جریج تھا، اس کا قصہ ان ہی صفحات میں اس سے پہلے گزر چکا ہے۔

۳) بنی اسرائیل کا ایک بچہ، جس کی تفصیل کچھ یوں ہے:۔

ایک عورت اپنے بچہ کو دودھ پلا رہی تھی، اسی دوران اس کے قریب سے ایک خوبصورت سوار شخص گزرا جس کو دیکھ کر اس عورت نے کہا:۔

اے اللہ! میرے بچہ کو اس کی طرح بنا، یہ سن کر اس بچہ نے ماں کی چھاتی چھوڑ کر کہا:۔

اے اللہ! مجھے اس کی طرح نہ بنا، اتنا کہہ کر پھر وہ دودھ پینے میں مشغول ہو گیا۔

کچھ دیر کے بعد ایک لونڈی کا وہاں سے گذر ہوا جس کو لوگ مار کر گھسیٹ رہے تھے، اس عورت نے کہا:۔

اے اللہ! میرے بچہ کو اس کی طرح نہ بنا، یہ سن کر بچہ پھر چھاتی سے منہ ہٹا کر کہنے لگا:۔

اے اللہ! مجھے اس کی طرح بنا۔

ماں نے بچہ سے پوچھا:۔ کیا بات ہے؟ اس نے کہا:۔ وہ خوبصورت شخص ظالم تھا اور یہ عورت معصوم ہے، لوگ اس پر زنا اور چوری کا ناحق الزام لگا رہے تھے، لیکن ان کے الزام پر وہ صرف اتنا کہتی:۔ اللہ میرے لیے کافی ہے۔ حَسْبِیَ اللّٰہ

اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تیرا عیب لوٹا دے

سرکار دو عالم ﷺ نے آج مجلس میں پچھلی قوموں میں سے تین اشخاص کا ایک عبرت انگیز واقعہ سنایا: فرمایا:۔

بنی اسرائیل میں تین افراد تھے، ایک کوڑھی، دوسرا گنجا اور تیسرا اندھا۔

اللہ تعالیٰ نے ان تینوں کو آزمانا چاہا تو ایک فرشتہ کو ان کی طرف بھیجا، وہ سب سے پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور پوچھا:۔ تمھاری سب سے بڑی خواہش کیا ہے؟ وہ کہنے لگا:۔ میری جلد یعنی کھال کا رنگ اچھا ہو جائے، بس یہی میری خواہش ہے، لوگ اس سفید داغ کی وجہ سے مجھ سے گھن محسوس کرتے ہیں، فرشتہ نے اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ بالکل اچھا ہو گیا اور اس کی بیماری ختم ہو گئی، پھر اس سے پوچھا:۔ کون سا مال تمھیں محبوب ہے؟ کہنے لگا:۔ اونٹ یا گائے، اس فرشتہ نے اس کو ایک گابھن (حاملہ) اونٹنی دی اور کہا کہ اللہ تم کو اس میں برکت دے۔

اس کے بعد فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور اس سے بھی یہی سوال کیا کہ تمھاری سب سے بڑی خواہش کیا ہے؟ اس نے کہا:۔ میرے سر میں خوبصورت بال ہوں، اس لیے کہ گنجے پن کی وجہ سے لوگ مجھ سے گھن محسوس کرتے ہیں، فرشتہ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو بال آ گئے، پھر پوچھا:۔ کون سا مال تمھیں سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا:۔ گائے، اس نے اس کو ایک حاملہ گائے دی اور کہا:۔ اللہ تم کو اس میں برکت دے۔

پھر اخیر میں وہ اندھے کے پاس آیا اور اس سے بھی یہی سوال کیا کہ تمھاری سب سے بڑی خواہش کیا ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ میری بینائی مجھ پر لوٹا دے تا کہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں، فرشتہ نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی بینائی لوٹ آئی، پھر پوچھا:۔ کون سا مال تمھیں پسند ہے؟

اس نے کہا:۔ بکری، اس نے اس کو ایک حاملہ بکری دی اور کہا:۔ اللہ تم کو اس مال میں برکت دے۔

کچھ ہی دنوں کے بعد ان تینوں کے پاس اونٹ، گائے اور بکریوں کے ریوڑ ہو گئے۔

پھر وہی فرشتہ ان کے پاس ایک دن شکل بدل کر آیا اور کوڑھی کے پاس پہنچ کر کہنے لگا:۔ میں ایک محتاج مسافر ہوں اور راستہ میں لوٹ لیا گیا ہوں، تم سے مدد کا طالب ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ مجھے کچھ دے دو جس سے میں وطن واپس جا سکوں، تم سے میں اس اللہ کے حوالے سے سوال کر رہا ہوں جس نے تم کو یہ خوبصورت رنگ اور اونٹ دیئے۔

اس نے کہا:۔ مجھ پر دوسروں کے بہت سے حقوق ہیں، اس لیے تمھیں نہیں دے سکتا۔

فرشتہ نے کہا:۔ میں تمھیں جانتا ہوں کیا تم کوڑھی نہیں تھے؟ لوگ تم سے گھن محسوس کرتے تھے! تم فقیر تھے، اللہ نے تم کو غنی کر دیا، اس پر اس نے کہا:۔ میں تو نسلوں سے مالدار ہوں، یہ سن کر فرشتے نے کہا:۔ تو اپنی بات میں اگر جھوٹا ہے تو اللہ تجھ پر تیرا عیب واپس کر دے۔

یہ کہہ کر وہ گنجے کے پاس آیا اور اس سے بھی اسی طرح کا سوال کیا، اس نے بھی کوڑھی ہی کی طرح جواب دیا، اس پر فرشتہ نے کہا:۔ اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تجھ کو پہلے کی طرح ہی کر دے۔

آخر میں وہ فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور اس سے بھی اسی طرح کے سوالات کیے، ان دونوں کے برخلاف اس نے فوراً اقرار کر لیا کہ آپ صحیح کہتے ہیں، میں اندھا تھا، اللہ تعالیٰ نے میری بینائی لوٹائی اور مجھ پر احسان کیا، تم میرے اس مال سے جتنا چاہے لو۔

اس پر فرشتہ نے کہا:۔ تمھارا مال تمھارے پاس ہی رہنے دو، اللہ نے تم تینوں کو صرف آزمایا تم اس آزمائش میں پورے اترے اور اللہ تم سے راضی ہو گیا اور وہ دونوں آزمائش میں ناکام ہوئے، اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہوا اور ان دونوں میں ان کا وہی عیب واپس آ گیا۔

تم دونوں بستیوں کو ناپو

اللہ تعالیٰ کی رحمت انسانوں کی مغفرت و بخشش کے لیے کس طرح بہانوں کی تلاش میں رہتی ہے اس کی ایک مثال رحمت عالم ﷺ نے آج کچھ یوں بیان کی، فرمایا:۔

بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے لوگوں کا قتل کیا، پھر اس کو اپنے گناہ کا جب احساس ہوا تو وہ ایک عیسائی راہب کے پاس پہنچا۔

پوچھا:۔ کیا میری توبہ قبول ہوگی؟ اس نے کہا:۔ نہیں۔

اس پر اس نے اس راہب ہی کو قتل کر دیا اور سو قتل پورے کر دیے۔

اسی دوران اس کی ایک شخص سے ملاقات ہوگئی، اس نے جب اس سے اپنی توبہ کے متعلق پوچھا تو اس نے جواب دیا:۔ تم فلاں بستی میں جاؤ، وہاں تمھاری توبہ قبول ہوگی، چنانچہ وہ اس بستی کی طرف چل پڑا، لیکن وہاں پہنچنے سے پہلے راستہ ہی میں اس کو موت آ گئی۔

اس نے مرتے وقت اپنا سینہ اس بستی کی طرف جھکا دیا تھا، اب رحمت اور عذاب کے دونوں فرشتوں میں اس بات پر اختلاف ہو گیا کہ کون اس کی روح کو لے جائے؟

اسی دوران اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو جس کی طرف اس نے اپنا سینہ جھکایا تھا حکم دیا کہ وہ قریب ہو جائے اور پیچھے رہ جانے والی بستی سے کہا کہ وہ دور ہو جائے، پھر اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں سے کہا:۔ اب تم دونوں بستیوں کو ناپو، جب ناپا گیا تو وہ بستی جس کی طرف وہ جا رہا تھا ایک بالشت پیچھے رہ جانے والی بستی کے مقابلہ میں قریب تھی۔

اسی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی بخشش کا فیصلہ کیا گیا۔

لنگی لٹکانے کی وجہ سے یہ سزا ملی تھی!

سرکار دو عالم ﷺ نے آج مجلس میں اپنے جانثاروں کو پچھلی اقوام میں سے ایک شخص کا عبرت انگیز واقعہ سنایا، فرمایا:۔

پچھلے زمانے کا ایک شخص اس وقت سے آج تک برابر زمین میں دھنستا جا رہا ہے، اس کو ٹخنے سے نیچے تکبر کی وجہ سے لنگی لٹکانے کی وجہ سے یہ سزا ملی تھی، وہ شخص قیامت تک اسی طرح زمین میں دھنستا ہی رہے گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:۔

جتنا حصہ ٹخنے سے نیچے لٹکا رہے گا اتنا حصہ جہنم میں جائے گا اور جو شخص گھمنڈ سے اپنی لنگی یا پاجامہ ٹخنے سے نیچے لٹکائے گا اس کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے روز نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھیں گے۔

آپ ﷺ کو سب میں محبوب کون ہیں؟

رحمت عالم ﷺ اپنے جانثاروں میں سے ہر ایک سے اس طرح محبت و شفقت کا معاملہ فرماتے کہ ان کو احساس ہوتا شاید ان کے ہی حصہ میں آپ کی چاہت کا سب سے بڑا حصہ آیا ہے، غالباً عمرو بن العاص کا بھی یہی خیال تھا، چنانچہ وہ آج حاضر خدمت ہوئے اور پوچھا:۔

اے اللہ کے رسول ﷺ ! آپ کو سب میں محبوب کون ہیں؟

فرمایا:۔ عائشہ۔

انھوں نے پوچھا:۔ مردوں میں۔

فرمایا:۔ ان کے والد (ابوبکر)۔

انھوں نے پھر پوچھا:۔ اس کے بعد کون؟

فرمایا:۔ عمر بن خطاب۔

اس کے بعد کئی اور لوگوں کے نام ترتیب وار آپ ﷺ نے گنائے۔

ان سوالات کے جوابات نبی کے علاوہ کوئی نہیں دے سکتا!

عبداللہ بن سلام یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے، بعثت نبوی کا اعلان ہو چکا تھا لیکن انھوں نے ابھی اسلام قبول نہیں کیا تھا۔

ایک دن وہ حسب معمول اپنے باغ میں پھل توڑ رہے تھے کہ ان کے کانوں تک یہ آواز پہنچی کہ نبی موعود مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچ گئے ہیں، چنانچہ وہ اسی وقت اپنے باغ سے رحمت عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور آپ ﷺ سے عرض کرتے ہیں:۔ میں آپ سے تین سوالات کروں گا جن کے جوابات نبی کے علاوہ کوئی نہیں دے سکتا، بالفاظ دیگر وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر آپ نے صحیح جواب دیا تو میں اسلام قبول کروں گا۔

پہلا سوال یہ ہے کہ قیامت کی پہلی نشانی کیا ہے؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ جنتیوں کی جنت میں سب سے پہلے کس کھانے سے ضیافت کی جائے گی یعنی ان کا پہلا کھانا کیا ہوگا۔

تیسرا سوال یہ ہے کہ نومولود بچہ کبھی شکل وصورت میں اپنی ماں کی طرح ہوتا ہے اور کبھی اپنے باپ کی طرح، اس کی کیا وجہ ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا:۔ ابھی جبرئیل آئے تھے اور وہ مجھے آپ کے ان سوالات کے جوابات

بتلا گئے ہیں۔

جبرئیل کا نام سنتے ہی عبداللہ بن سلام نے پوچھا:۔

کیا وہی جبرئیل فرشتے جو یہودیوں کے دشمن ہیں (یہودی حضرت جبرئیل سے عداوت اس لیے رکھتے تھے کہ کئی بار ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم پر عذاب بھیجا تھا، اسی طرح وہ سمجھتے تھے کہ ختم نبوت کا اعزاز بنی اسرائیل سے نکال کر بنی اسمٰعیل یعنی عربوں میں پہنچانے کے ذمہ دار بھی جبرئیل ہیں)۔

اس پر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی جو خاص اسی پس منظر میں اس طرح کی غلط فہمیوں کے ازالہ کے لیے ہی اتری تھی:۔

اے محمد! جو لوگ جبرئیل کے دشمن ہیں ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ انہوں نے صرف آپ ﷺ کے سینہ پر قرآن کو اتارا ہے۔

قُلْ مَن كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ۔ (سورۃ البقرۃ ۹۷)

پھر آپ ﷺ نے ان کے مذکورہ سوالات کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:۔

۱) قیامت کی پہلی نشانی وہ آگ ہے جو مشرق سے نکل کر مغرب کی طرف جائے گی۔

۲) اہل جنت کا پہلا کھانا مچھلی کے جگر کا زائد حصہ ہوگا۔

۳) جب صحبت کے وقت مرد کی منی عورت کی منی پر غالب ہوتی ہے تو بچہ کی شکل باپ کی ہوتی ہے، اسی طرح اگر عورت کی منی مرد کی منی پر غالب ہوتی ہے تو بچہ ماں کی شکل میں ہوتا ہے۔ رحمت عالم ﷺ کی زبانِ مبارک سے یہ جواب سن کر عبداللہ بن سلام اسی وقت اسی مجلس میں بے ساختہ بول اٹھے:۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ.

میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔

اے فلاں! تم تو دنیا میں نیک تھے

آج رحمت عالم ﷺ نے دوزخ کا ہیبت ناک منظر بیان فرمایا، ارشاد فرمایا:۔

ایک شخص کو قیامت کے دن لایا جائے گا، اس کی انتڑیاں پیٹ سے باہر نکل پڑیں گی اور وہ ان انتڑیوں کو لیے ہوئے چکی کے گدھے کی طرح گھومتا رہے گا، تمام دوزخی اس کے پاس جمع ہوں گے اور اس سے پوچھیں گے:۔

اے فلاں! تمھارا یہ کیا حال ہے؟ تم تو دنیا میں نیک تھے اور ہم کو اچھی باتوں کا حکم دیتے تھے اور بُری باتوں سے روکتے تھے!

اس پر وہ کہے گا:۔ میں تمھیں تو اچھی باتوں کی تلقین کرتا تھا لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتا تھا، تم کو بری باتوں سے روکتا تھا لیکن خود نہیں رکتا تھا۔

اُبی:۔ مجھے اللہ کا حکم ہے کہ میں تمھیں قرآن سناؤں

صحابہ کرام میں ایک بڑی تعداد ان لوگوں کی تھی جو حافظ قرآن تھی، اللہ تعالیٰ نے ان کو دلسوزی کے ساتھ حسن صوت کی نعمت سے بھی نوازا تھا، ان میں بھی سب سے اچھا قرآن ابی بن کعبؓ پڑھتے تھے، وہ بڑے خوش الحان قاری تھے اور اس حیثیت سے ان کی مدینہ منورہ میں بڑی شہرت بھی تھی، ایک دن رحمت عالم ﷺ نے ابی بن کعب سے فرمایا:۔

ابی! مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں تمھیں قرآن سناؤں۔

یہ سن کر وہ مسرت آمیز حیرت سے پوچھنے لگے:۔

یارسول اللہ ﷺ! کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر کہا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا :۔ جی ہاں۔

اس پر کہنے لگے:۔

کیا اللہ کے پاس میرا ذکر ہوا؟

آپ ﷺ نے فرمایا:۔ جی ہاں۔

یہ سن کر فرطِ مسرت سے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، پھر آپ ﷺ کو انھوں نے لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِيْنَ. پڑھ کر سنائی۔

حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا:۔ ابی بن کعب ہم میں سب سے بڑے قاری تھے۔

اہل کتاب کے برتنوں کے استعمال سے پرہیز

رحمت عالم ﷺ کے جانثاروں کا یہ حال تھا کہ جب بھی کسی مسئلہ کے متعلق دل میں کھٹک پیدا ہوتی تو بے تکلف دربارِ نبوت میں حاضر ہو کر اس کے متعلق دریافت کرتے اور جو حکم صادر ہوتا اس پر کاربند رہتے، چاہے وہ مزاج کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

خدمت اقدس میں آج ابوثعلبہ خشنی حاضر ہوئے اور روزمرہ پیش آنے والے مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ کے متعلق رحمت عالم ﷺ سے یوں دریافت فرمایا:۔

اے اللہ کے رسول ﷺ ! ہم جس جگہ رہتے ہیں وہاں اہل کتاب یہود و نصاریٰ بھی رہتے ہیں، ہم ان کے برتنوں میں کھاتے ہیں جبکہ یہ لوگ تیر کمان سے شکار کرتے ہیں اور سدھائے ہوئے تربیت یافتہ کتوں اور بغیر سدھائے ہوئے کتوں سے بھی شکار کرتے ہیں، کیا ہمارے لیے ان کے برتنوں میں کھانا جائز ہے؟

ان کے اس سوال پر آپ ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا:۔

اگر تم کو دوسرے برتن میسر ہوں تو ان کے برتنوں میں مت کھاؤ، اگر دوسرے برتن نہ مل سکیں تو مجبوری کی حالت میں ان کے برتنوں کو دھو کر استعمال کرو۔

جہاں تک تیر کمان اور سدھائے ہوئے کتوں سے شکار کا تعلق ہے، اگر اللہ کا نام لے کر وہ شکار کریں تو تم کھا سکتے ہو لیکن اگر کتے سدھائے ہوئے نہ ہوں اور شکار کیا ہوا جانور زندہ ہو تو اسے ذبح کر کے کھاؤ، ورنہ نہیں۔

مرگی کی مریض کو جنت کی بشارت

سعیدہ وہ خوش قسمت صحابیہ تھیں جن کو جیتے جی دربارِ نبوت سے جنت کی بشارت ملی تھی، ان کا رنگ مائل بہ سیاہی تھا، ایک دن خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا:۔

سرکار! میں مرگی کی مریضہ ہوں، بے ہوش ہو جاتی ہوں اور میرا ستر کھل جاتا ہے۔

ان کی اس کیفیت کو سن کر آپ ﷺ نے فرمایا:۔

اگر تم کہو تو میں تمہارے لیے شفا کی دعا کروں، اللہ تم سے اس مرض کو دور کرے گا یا پھر تم اس بیماری پر صبر کرو اور اللہ تعالیٰ اس کے بدلے تم کو جنت عطا کرے گا۔

بیماری میں صبر پر جنت کی خوش خبری سن کر وہ کہنے لگیں:۔

سرکار! میں صبر کروں گی لیکن آپ اللہ تعالیٰ سے میرے حق میں اتنی دعا ضرور فرمائیں کہ بے ہوشی کی حالت میں میرا ستر نہ کھلے۔

آپ ﷺ نے ان کے حق میں اسی وقت اس کی دعا فرمائی۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

جس مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچے، چاہے ایک کانٹا ہی پیر میں چبھے یا اس سے کم درجہ کی کوئی چیز، تو اللہ تعالیٰ اس پر اس کے صبر کی وجہ سے اس کے گناہوں کو ایسے معاف کر دیتے ہیں جیسے درخت موسم خزاں میں اپنے پتے جھاڑ دیتا ہے۔

اسی طرح بیماری یا تکلیف سے کسی کو موت کی تمنا نہیں کرنی چاہیے، اگر تکلیف ناقابل برداشت ہو تو زیادہ سے زیادہ یوں کہے:۔

اے اللہ! جب تک میرے لیے زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب مرنا میرے لیے بہتر ہو تب مجھے اٹھا لے۔

مزید آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

موت کی تمنا تم نہ کرو، اگر نیک ہو تو زندہ رہنے میں نیکی زیادہ کرو گے اور اگر برے ہو تو شاید اللہ کو اپنی توبہ سے رضامند کر لو گے۔

اسی طرح ارشاد فرمایا:۔

تم میں سے کسی کو اس کے اعمال جنت میں نہیں لے جائیں گے بلکہ محض اللہ کے فضل و کرم سے وہ جنت میں جائے گا۔

مجلس میں موجود بعض صحابہ نے یہ سن کر آپ سے پوچھا:۔ کیا آپ کے اعمال بھی آپ کو جنت میں نہیں لے جائیں گے؟

آپ ﷺ نے اس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

ہاں، میرے اعمال بھی مگر یہ کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم کا معاملہ فرمائے، اسی لیے تم جو عمل کرو اخلاص اور اعتدال سے کرو۔

خوش دلی سی خیرات کرنے والوں کو طعنہ دیتے ہیں!

مختلف اوقات میں صدقات و خیرات کے فضائل اور غریبوں اور مسکینوں سے ہمدردی و خیر خواہی پر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے وعدے آپ ﷺ نے اس کثرت سے بیان کیے کہ لوگ خود بھوکے رہ کر محتاجوں کو کھانا کھلاتے اور ان کی خبر گیری کرتے، یہاں تک کہ مزدوری کے پیشہ سے اپنا گھر بسر کرنے والے صحابہ جن میں ابن مسعودؓ اور ابو عقیلؓ وغیرہ شامل تھے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق راہِ خدا میں خرچ کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت کی کوشش کرنے لگے۔

منافقین کا بھی عجیب حال تھا، خود راہِ خدا میں خرچ کرنا تو درکنار دوسروں کو بھی اس سے روکتے، صدقات میں سبقت لے جانے والے صحابہ کو طعنہ دیتے، مسلمانوں کو آپس میں لڑاتے، اور اہل ایمان میں بدظنی پیدا کرنے کی کوشش کرتے، حتی کہ رحمت عالم ﷺ کے تعلق سے بھی آپ کے جانثاروں میں غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے، اسی طرح آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کو بھی شکوک وشبہات کے دائرے میں لانے کی کوشش کرتے۔

ایک طرف اللہ کے راستہ میں دل کھول کر خیرات کرنے والوں کو ریاکار کہتے تو دوسری طرف محنت مزدوری کر کے اپنی کمائی کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کو بھی کوستے، آج بھی کچھ ایسے ہی ہوا۔

ایک دن ابوعقیلؓ نے اپنی دن بھر کی کمائی کا ایک بڑا حصہ جو نصف صاع غلہ پر مشتمل تھا خدمت اقدس میں لا کر پیش کیا تو مجلس میں موجود منافقین اپنی طبیعت کے مطابق ان کو طعنہ دینے لگے اور یوں کہنے لگے کہ اللہ کو اس تھوڑے صدقہ کی کوئی ضرورت نہیں۔

کچھ ہی دیر گذری تھی کہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ اس سے زیادہ مال لے کر آئے ان کے متعلق بھی ان منافقین نے تبصرہ کیا کہ یہ تو ریاکار ہیں، ان کی اس طعن وتشنیع پر تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ اس پر حضرت جبرئیل یہ آیت لے کر اترے:۔

الَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ إِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ.

جو لوگ خوش دلی سے خیرات کرنے والے ایمان والوں کو طعنہ دیتے ہیں حالانکہ ان کے پاس اپنی مزدوری کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہوتا، وہ ان کا مذاق اڑاتے ہیں، اللہ ان کا مذاق اڑاتا ہے اور ان کو دردناک عذاب ہوگا۔

تمھارے سب صدقات اللہ کے پاس قبول ہوئے

آج سرکار دوعالم ﷺ نے اللہ تعالی کی بے پایاں رحمت وشفقت کا ایک عجیب وغریب اور حیرت انگیز واقعہ سنایا، فرمایا:۔

ایک شخص نے نیت کی کہ آج میں چھپ کر صدقہ کروں گا چنانچہ وہ رات کو اندھیرے میں کسی مستحق کی تلاش میں نکلا، اس کو ایک خاتون ملی، اس نے وہ صدقہ اس کو دے دیا، اتفاق سے وہ عورت زانیہ نکلی، لوگوں کو جب اس کا علم ہوگیا تو اس کا چرچا ہونے لگا کہ ایک شخص نے رات کے اندھیرے میں جس خاتون کو صدقہ دیا وہ زانیہ ہے، جب اس کو اس کا علم ہوا تو وہ کہنے لگا کہ اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں، میرا صدقہ ایک بدکار کے ہاتھ لگا ہے، اس نے کہا آج پھر دوبارہ خیرات کرونگا، اتفاق سے اس رات کو وہ صدقہ ایک مالدار کو ملا، صبح لوگوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں کہ آج کوئی مالدار کو صدقہ دے گیا ہے، اس کو جب اس کا علم ہوا تو اس نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا:۔ اے اللہ! ہر طرح کی تعریف تیرے ہی لیے ہے، آج میرا صدقہ ایک غنی کو ملا ہے، اس نے پھر ارادہ کیا کہ آج رات کسی مستحق کی تلاش میں نکلوں گا، اتفاق سے تیسری رات کا وہ صدقہ بھی ایک چور کے ہاتھ لگا، صبح کو یہ بات پھر موضوع سخن بن گئی کہ آج رات کسی نے چور کو اپنا صدقہ دے دیا ہے، اس نے پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا:۔ اے اللہ! ہر طرح کی تعریف تیرے ہی لیے ہے، آج پھر میرا صدقہ چور کے ہاتھ لگا، اس پر اس کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا کہ تمھارے سب صدقے اللہ کے پاس قبول ہوئے، زانیہ کا اس لیے کہ شاید وہ فقر وفاقہ کی وجہ سے بدکاری کے لیے مجبور تھی وہ اس صدقہ کی وجہ سے زنا سے باز آئے گی، مالدار کا اس لیے کہ شاید اس کو عبرت ملے اور وہ اس کے بعد اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے پر آمادہ ہو، چور کا اس لیے کہ وہ شاید اس کے بعد چوری سے رک جائے۔

اس نے ایسی توبہ کی ہے جو ستر آدمیوں کے لیے کافی ہے

آج قبیلہ ازد کی شاخ غامدیہ کی ایک خاتون حاضر خدمت ہوئی، اس کو اپنے سے سرزد ہونے والے ایک بڑے گناہ کا احساس ہو گیا تھا اور وہ آخرت میں اس کی سزا سے بچنے کے لیے دنیا ہی میں اس کی سزا بھگت کر پاک ہونا چاہتی تھی، اس نے کہا:۔

سرکار! مجھ سے زنا کا عمل سرزد ہو گیا ہے، آپ سزا دے کر مجھے پاک کر دیجیے۔

یہ سن کر آپ ﷺ نے اس کو واپس جانے کا حکم دیا، اس پر اس نے کہا:۔

اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے ماعز بن مالک کی طرح واپس کر رہے ہیں، میں تو حاملہ ہوں (ماعز بن مالک سے بھی زنا کا ارتکاب ہو گیا تھا، وہ بھی اسی طرح احساسِ گناہ کے بعد سزا بھگتنے کے لیے حاضر خدمت ہوئے تھے، آپ ﷺ نے ان کو شروع میں مجنون سمجھ کر واپس کر دیا تھا لیکن بعد میں ان پر حد جاری کر دی تھی)۔

اس پر آپ ﷺ نے اس خاتون سے ارشاد فرمایا:۔ جب تم بچہ جنا تب آنا۔

کچھ دنوں کے بعد وہ اپنے نومولود بچہ کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر لائی۔

آپ ﷺ نے پوچھا:۔ کیا اس کو تم نے جنا ہے؟ اس نے کہا:۔ جی ہاں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:۔ اب اس کو تم لے جاؤ اور دودھ چھڑانے کی مدت کے بعد لے آنا۔

جب اس کے دودھ پینے کی مدت مکمل ہوئی تو وہ خاتون اپنے اس بچہ کو اس حالت میں خدمت اقدس میں لائی کہ اس کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا تھا اور عرض کیا:۔

اے اللہ کے رسول ﷺ! اب یہ خود سے کھانے لگا ہے۔

آپ ﷺ نے اس سے اس بچہ کو لے کر پرورش کے لیے ایک مسلمان کے حوالے کر دیا اور اس کے بعد اس کو سینہ تک ایک گڑھا کھود کر اس میں بٹھایا گیا اور اس کے کپڑے مضبوطی سے باندھے گئے تا کہ ستر نہ کھلے، پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو اسے سنگ سار کرنے کا حکم دیا۔

اس کو سنگ سار کرنے والوں میں خالد بن ولید شامل تھے، انھوں نے اس کے سر پر ایک بڑا پتھر دے مارا جس سے اس کا خون خالد بن ولید کے سر پر گرا، اس پر انھوں نے اس کو برا بھلا کہا جس کو سرکار دو عالم ﷺ نے بھی سن لیا۔

آپ ﷺ نے خالد بن ولید کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

تم انھیں ایسا نہ کہو، اس طرح کہنے سے باز رہو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اس غامدیہ نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر کوئی ظالمانہ ٹیکس لینے والا گناہ گار شخص بھی ویسی توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول ہو۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ بھی پڑھائی اور جنت البقیع میں اس کی تدفین عمل میں آئی۔

اس پر حضرت عمرؓ نے رحمت عالم ﷺ سے عرض کیا:۔

اے اللہ کے رسول! آپ زانیہ کی بھی نماز جنازہ پڑھتے ہیں؟

عمر فاروق کا یہ استعجاب سن کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر مدینہ کے ستر آدمیوں میں وہ توبہ تقسیم کر دی جائے تو سب کے لیے کافی ہو جائے، کیا تم نے اس سے بہتر کوئی توبہ دیکھی کہ اس نے اپنی جان بھی اس کے لیے قربان کر دی؟!

اللہ کرے تم دائیں ہاتھ سے کبھی نہ کھا سکو

رحمت عالم ﷺ کی زبانِ مبارک سے نکلنے والے حکم کی تعمیل نہ کرنے کا برا انجام دنیا ہی میں لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا، آج اس کا ایک ہلکا سا نمونہ بھی سامنے آیا:۔

آپ ﷺ کے ساتھ ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا۔

آپ ﷺ نے اس سے فرمایا:۔ دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔

اس نے کہا:۔ نہیں، میں دائیں ہاتھ سے کھا نہیں سکتا، حالانکہ وہ کھا سکتا تھا لیکن تکبّراً اس نے یہ بات کہی تھی۔

آپ ﷺ نے اس سے یہ سن کر فرمایا:۔

اللہ کرے تم دائیں ہاتھ سے کبھی نہ کھا سکو۔

آپ ﷺ کا یہ فرمانا تھا کہ اسی وقت اس کا ہاتھ شل ہو گیا اور وہ شخص مرتے دم تک اپنا دایاں ہاتھ منہ تک نہ لے جا سکا۔

اے لوگو! تم مجھے موسیٰ پر فضیلت مت دو

مدینہ منورہ میں مخلوط آبادی تھی، مسلمانوں کے محلوں میں یہودی بھی رہتے تھے اور کاروباری امور میں ان کا آپس میں ایک دوسرے سے برابر سابقہ رہتا تھا لیکن مذہبی معاملات میں وہ اپنی شناخت برقرار رکھے ہوئے تھے۔

ایک یہودی اور مسلمان میں آج تو تو میں میں ہو گئی۔

مسلمان نے کہا:۔ پوری دنیا میں سب سے افضل

یہودی نے کہا:۔ نہیں، موسیٰ علیہ السلام سب سے افضل ہیں۔

یہ سن کر مسلمان سے رہا نہیں گیا، اس نے غصہ میں آ کر اس کے منہ پر طمانچہ مارا۔

بعد میں یہودی کی طرف سے یہ معاملہ خدمت اقدس میں پیش ہوا تو آپ ﷺ نے پورا قصہ سن کر ارشاد فرمایا:۔

اے لوگو! تم مجھے موسیٰ پر فضیلت مت دو، میدانِ حشر میں جب سب لوگ بے ہوش ہوں گے تو مجھے سب سے پہلے ہوش آئے گا تو کیا دیکھتا ہوں کہ مجھ سے پہلے موسیٰ ہوش میں آ کر عرش کو تھامے ہوئے ہیں، مجھے پتہ نہیں ہوگا کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا بے ہوش ہی نہیں ہوئے۔

نظر بد کا لگنا برحق ہے

آج سرکار دو عالم ﷺ کی طبیعت کچھ ناساز تھی، اسی دوران حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور پوچھا:۔

اے محمد:۔ کیا آپ بیمار ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا:۔ جی ہاں۔

اس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ دعا پڑھ کر آپ ﷺ پر دم کیا:۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِیْکَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ یُّؤْذِیْکَ ، مِنْ شَرِّ کُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَیْنِ حَاسِدٍ اَللّٰهُ یَشْفِیْکَ، بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِیْکَ .

ترجمہ:۔ میں آپ پر دم کرتا ہوں اللہ کے نام سے ہر اس چیز سے جو آپ کو ستائے اور ہر جاندار کے شر سے اور ہر حاسد کی نظر بد سے، اللہ ہی آپ کو شفا دے گا، اسی کے نام سے میں آپ پر دم کرتا ہوں۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

نظر میں تاثیر ہوتی ہے یعنی نظر بد کا لگنا برحق ہے۔

جسم میں ایک قسم کا درد ہے جو جاتا ہی نہیں ہے

رحمت عالم ﷺ سے آپ کے جانثاروں کی محبت کا یہ عالم تھا کہ وہ صرف دینی معاملات میں آپ سے رجوع نہیں کرتے بلکہ خانگی اور ذاتی معاملات میں بھی آپ سے مشورہ کرتے اور جسمانی علاج معالجہ کے سلسلہ میں بھی آپ کی رائے طلب کرتے۔

دربار نبوت میں آج عثمان بن العاص الثقفی حاضر خدمت ہوئے، اپنی جسمانی بیماری وتکلیف کا ذکر کرتے ہوئے عرض کیا:۔

سرکار! جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے جسم میں ایک قسم کا درد ہے جو مسلسل لگا رہتا ہے، جاتا ہی نہیں ہے۔

یہ سن کر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:۔

تم درد کی جگہ پر ہاتھ رکھو اور تین دفعہ بسم اللہ پڑھ کر یہ دعا سات مرتبہ پڑھو:۔

اَعُوذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَااَجِدُ وَاُحَاذِرُ .

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ سے اور اس کی قدرت سے اس چیز کے شر سے جس کو میں پاتا ہوں اور جس سے میں ڈرتا ہوں۔

عثمان بن العاص فرماتے ہیں:۔ جب میں نے آپ ﷺ کے حسب حکم اس پر عمل کیا اور درد کی جگہ ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے اس تکلیف دہ درد کو مجھ سے ختم کر دیا اس کے بعد سے اب میرا معمول ہے کہ میں اپنے گھر والوں کو اور دوسروں کو بھی اس عمل کی برابر تاکید کرتا رہتا ہوں۔

انس! جہاں جانے کے لیے کہا تھا وہاں نہیں گئے؟

کسی کام سے رحمت عالم ﷺ نے اپنے نوعمر خادم خاص انس بن مالک کو کہیں جانے کے لیے کہا، انھوں نے کہا کہ میں نہیں جاؤں گا، حالانکہ وہ خود بیان کرتے ہیں کہ ان کے دل میں یہ تھا کہ یہ کام کرنا ہے لیکن لڑکپن کی وجہ سے انھوں نے ایسا کہہ دیا، چنانچہ گھر سے نکلے اور بازار میں جو لڑکے کھیل رہے تھے ان کے پاس پہنچ گئے۔

کچھ ہی دیر میں کیا دیکھتے ہیں کہ پیچھے سے کسی نے ان کی گدی کو پکڑ لیا ہے، انھوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ رحمت عالم ﷺ تھے اور مسکرا رہے تھے، اور یوں پوچھ رہے تھے:۔

اُنیس! (پیار سے انس کی جگہ انیس فرمایا یعنی چھوٹے انس!) میں نے تم سے جس کام کے لیے جانے کو کہا تھا وہاں نہیں گئے؟

انس نے کہا:۔ سرکار! ابھی جاتا ہوں۔

انس بن مالک فرماتے ہیں:۔

میں نے آپ ﷺ کی نو سال خدمت کی لیکن کبھی آپ ﷺ نے مجھ سے یہ نہیں پوچھا:۔ انس! تم نے یہ کام کیوں کیا اور فلاں کام کیوں نہیں کیا؟!

ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی مصلحت

آج آپ ﷺ نے مجلس میں حضرت موسیٰ کے ساتھ پیش آنے والا ایک حیرت انگیز واقعہ سنایا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی مصلحت ضرور پوشیدہ ہوتی ہے، ارشاد فرمایا:۔

ایک دن جب حضرت موسیٰ اپنی قوم سے خطاب کر رہے تھے، ان سے پوچھا گیا:۔ لوگوں

میں سب سے زیادہ علم کس کو ہے؟ انھوں نے کہا:۔ مجھ کو۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ بات پسند نہیں آئی، اس کے بعد آپ نے حضرت خضر سے ان کی ملاقات کا قصہ ۔ایا جس کی تفصیل قرآن مجید کی روشنی میں کچھ یوں تھی:۔

''کیا آپ مجھے اس بات کی اجازت دے سکتے ہیں کہ میں آپ کے ساتھ کچھ وقت گذاروں تا کہ منجانب اللہ جو علم آپ کو حاصل ہے اس میں سے کچھ آپ مجھے بھی سکھائیں''

یہ سوال تھا حضرت موسیٰ کا حضرت خضر سے جو مجموعی طور پر تو حضرت موسیٰ کی طرح اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم نہیں تھے لیکن بعض حیثیتوں سے وہ حضرت موسیٰ سے ممتاز تھے۔

یہ ملاقات بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی ہوئی تھی اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ کو یہ بتانا چاہتے تھے کہ اپنی قوم کے اس سوال پر کہ ''اس وقت دنیا میں سب سے بڑے عالم کون ہیں'' آپ کا یہ کہنا مناسب نہیں تھا کہ ''میں ہوں''، ہم دکھانا چاہتے ہیں کہ اس وقت بھی اس روئے زمین پر بعض حیثیتوں سے ہم نے اپنے بعض دوسرے بندوں کو علمی اعتبار سے آپ پر برتری عطا کی ہے۔

حکم خداوندی ہوا کہ موسیٰ! تم اس شخص کی تلاش میں نکلو اور اپنے ساتھ ایک مچھلی رکھو اور جس جگہ یہ مچھلی بھول جاؤ یا وہ گم ہو جائے دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر وہاں تمھاری ان سے ملاقات ہوگی۔

حضرت موسیٰ حسب حکم خداوندی اپنے ساتھ حضرت یوشع بن نون کو رفیق سفر بنا کر سوئے منزل روانہ ہو گئے، راستہ میں بھوک لگنے پر آپ نے حضرت یوشع سے کھانا طلب کیا تو انھوں نے کہا کہ وہ مچھلی تو میں پیچھے ایک چٹان کے پاس بھول گیا اور میں نے یہ ماجرا بھی دیکھا کہ وہ مردہ مچھلی زندہ ہو کر عجیب طریقہ سے پانی میں سرنگ بناتے ہوئے داخل ہو گئی۔

یہ سن کر حضرت موسیٰ نے فرمایا:۔ وہی تو ہماری منزل مطلوب تھی، اسی جگہ اپنے خاص بندہ سے ملاقات کا وعدۂ خداوندی تھا، چنانچہ پھر اسی جگہ وہ واپس لوٹے تو وہاں اللہ کے ایک بندہ کو

موجود پایا، دراصل وہ حضرت خضر تھے، آپ نے ان سے کچھ مدت ساتھ رہنے کی اجازت طلب کی، اس پر حضرت خضر نے فرمایا:۔ ساتھ تو رہنے میں کوئی حرج نہیں لیکن آپ میرے کاموں پر اس دوران روک ٹوک کیے بغیر نہیں رہ سکتے اور آپ کی سمجھ میں نہ آنے والے یہ وہ کام ہوں گے جس کی حکمت و مصلحت کا آپ کو پتہ نہیں ہوگا یعنی اس کو آپ بظاہر خلاف شریعت سمجھیں گے اور روک ٹوک کیے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔

اس پر حضرت موسیٰ نے فرمایا:۔ نہیں! میں ضرور صبر و ضبط سے کام لوں گا۔

یہ سن کر حضرت خضر نے فرمایا:۔ اگر آپ میرے ساتھ رہیں تو جب تک میں کسی چیز کے متعلق خود سے بیان نہ کروں مجھ سے آپ کوئی سوال نہ کریں۔

یہ کہہ کر دونوں دریا کے کنارے کنارے چلتے رہے، یہاں تک کہ دریا کے اس پار جانے کے لیے ایک کشتی پر سوار ہو گئے، کشتی بان سے حضرت خضر واقف تھے، اس لیے اس نے کرایہ بھی نہیں لیا، کشتی پر سوار ہوتے ہی حضرت خضر نے اس کا ایک تختہ نکال کر اس میں چھید کر دیا یعنی بڑا سوراخ کر دیا، یہ ماجرا حضرت موسیٰ سے دیکھا نہیں گیا، بے ساختہ بول اٹھے:۔

اے اللہ کے بندے! کیا آپ یہ حرکت کر کے کشتی کو نقصان پہنچانا اور کشتی پر سوار لوگوں کو ڈبونا چاہتے ہیں، حالانکہ اس نے تو ہم سے اجرت بھی نہیں لی اور احسان بھی کیا؟!

اس پر حضرت خضر نے کہا:۔ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ میرے کام پر بغیر روک ٹوک کے نہیں رہ سکتے۔

حضرت موسیٰ نے کہا:۔ میں بھول گیا تھا، مجھے معاف فرمائیں، آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔

اس کے بعد کشتی سے اتر کر دونوں کا گذر ایک کم سن بچہ پر ہوا، حضرت خضر نے اس بچہ کو مار ڈالا، اس پر حضرت موسیٰ کی زبان سے بے ساختہ یہ جملہ نکلا:۔

اللہ کے بندے! آپ نے بلاوجہ ایک معصوم بچہ کی جان لی اور یہ آپ کی حرکت غیر معقول ہے!

اس پر حضرت خضر نے کہا:۔ میں پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ آپ کے ساتھ میرا نباہ نہیں ہوسکتا اور آپ خاموش رہ ہی نہیں سکتے، حضرت موسیٰ نے کہا:۔ آئندہ پھر ایسا اگر میں کروں تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیے، ایک بار پھر میں معذرت کرتا ہوں۔

پھر دونوں آگے بڑھے، ایک گاؤں میں داخل ہوئے، سخت بھوک لگ رہی تھی، گاؤں والوں سے درخواست کی کہ ہمیں اپنا مہمان بنایئے اور کھانا کھلایئے، گاؤں والوں نے غالباً اجنبی ہونے کی وجہ سے انکار کردیا۔

آگے بڑھتے ہوئے ایک دیوار کے پاس پہنچے، جو گرنے کے قریب تھی، حضرت خضر نے اس دیوار کو کچھ اوپر اٹھا کر اس کو درست کردیا، اس پر حضرت موسیٰ سے رہا نہیں گیا، کہنے لگے:۔ گاؤں والے ایسے بے مروت تھے کہ درخواست پر بھی ہماری بھوک مٹانے پر آمادہ نہیں ہوئے اور آپ کی یہ مہربانی کہ بنا کہے ان کا کام کردیا، اگر ان کی گرتی دیوار درست ہی کرنی تھی تو کم از کم ان سے اس کی اجرت تو لیتے، مفت کرنے کی کیا ضرورت تھی؟! یہ سن کر حضرت خضر کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا، کہنے لگے:۔ اب اس کے بعد ہمارا اور آپ کا ساتھ چل ہی نہیں سکتا ۔۔۔ ان چیزوں پر آپ نے نکیر کی تھی، ان کی حکمت اب آپ کو میں بتائے دیتا ہوں۔

جہاں تک کشتی میں دراڑ ڈالنے کی بات ہے، اس کی وجہ یہ تھی کہ دریا کے اس پار جہاں کشتی جارہی تھی ایک ظالم بادشاہ رہتا تھا جو وہاں پہنچنے والی ہر اچھی کشتی کو چھین لیتا، اس دراڑ سے اس کشتی کو وہ شکستہ دیکھ کر اس کو لینے سے باز آ گیا اور کشتی والے ان غریبوں کی روزی بھی چلتی رہی جس پر ان کی معاش کا انحصار تھا۔

جہاں تک بچے کے قتل کا سوال ہے وہ بچہ اپنے مومن والدین کے لیے آئندہ چل کر دردِ سر بننے والا تھا اور ایمان سے نکل کر سرکشی اور کفر میں مبتلا ہونے والا تھا، اللہ نے چاہا کہ اس بچے کے بدلے انھیں دوسرا بچہ عنایت کرے جو شریف، صالح اور اپنے والدین کا فرماں بردار ہو، بالفاظ دیگر اس بچہ کی وفات کی وقتی تکلیف برداشت کر کے دنیا میں آئندہ لاحق ہونے والی

بڑی تکلیف سے ان کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھنا چاہتا تھا۔

اسی طرح جس دیوار کو ہم نے گاؤں والوں کی بداخلاقی کے باوجود بلا معاوضہ درست کر کے دوبارہ کھڑا کیا اس کی حقیقت یہ ہے کہ اس دیوار کے نیچے دو چھوٹے بچوں کے لیے ان کے مرحوم اور نیک بخت والدین نے خزانہ دفن کر دیا تھا، دیوار گرنے پر وہ خزانہ باہر آ کر لوگوں کے ہاتھ لگ سکتا تھا اور یہ بچے بڑے ہو کر اس سے محروم ہو سکتے تھے۔

سنو موسیٰ! یہ سب کام میں نے اپنے من سے نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا، ان کاموں کی یہی حکمتیں تھیں جس پر آپ صبر نہیں کر سکے تھے۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ تھوڑی دیر اور خاموش رہتے تو اللہ مزید ان کے واقعات ہمیں دکھاتے۔

اے اللہ:۔ ان کو دین کی سمجھ عطا فرما

آج جب رحمت عالم ﷺ قضائے حاجت سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ وضو کا پانی پہلے سے رکھا ہوا ہے، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا:۔ یہ کس نے رکھا ہے؟

لوگوں نے کہا:۔ عبداللہ بن عباسؓ نے۔

وہ آپ ﷺ کے کم عمر چچازاد بھائی تھے، اس پر آپ ﷺ نے خوش ہو کر ان کو یوں دعا دی:۔

اے اللہ! ان کو دین کی سمجھ عطا فرما۔

تم ظالم و مظلوم دونوں کی مدد کرو

آج سرراہ دو لڑکے آپس میں لڑ پڑے اور نوبت ہاتھا پائی تک پہنچ گئی، اتفاق سے اس میں ایک مہاجر لڑکا تھا اور دوسرا انصاری۔

مہاجر لڑکے نے آواز دی۔ اے مہاجرو! میری مدد کرو۔

دوسری طرف سے انصاری نے پکار لگائی:۔ اے انصاریو!

یہ آوازیں اتنی بلند تھیں کہ رحمت عالم ﷺ کے کانوں تک پہنچیں، آپ ﷺ باہر نکلے اور دریافت کیا:۔ کیا ماجرا ہے؟ لوگوں نے اس کی تفصیل بیان کی، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:۔

نسلی بنیاد پر کسی کو مدد کے لیے پکارنا یہ تو جاہلیت کا پکارنا ہے، تم ظالم و مظلوم دونوں کی مدد کرو اس طرح کہ ظالم کو اس کے ظلم سے روکو اور مظلوم کی حمایت کرو۔

بیماری سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں

عبداللہ بن مسعود آج خدمت اقدس میں جب حاضر ہوئے تو دیکھتے ہی اندازہ لگایا کہ آج آپ ﷺ کی طبیعت ناساز ہے، قریب جا کر آپ ﷺ کے جسم اطہر کو چھوا تو ان کا اندازہ صحیح نکلا، آپ ﷺ کا جسم اطہر شدت بخار کی وجہ سے گرم ہو گیا تھا، عرض کیا:۔

سرکار! آپ کو تو آج سخت بخار ہے؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔ جی ہاں، مجھے عام آدمیوں سے دوگنا بخار آتا ہے۔

اس پر انھوں نے کہا:۔ تب تو اس پر آپ کو اجر بھی دوگنا ملے گا؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

کسی بھی مسلمان کو جب بیماری لاحق ہوتی ہے یا کوئی اور تکلیف یا کانٹا ہی چبھ جاتا ہے تو اس سے اس کے گناہ ایسے معاف ہو جاتے ہیں جیسے درخت سے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

روزِ قیامت اہل حقوق کو ان کے حقوق دیئے جائیں گے

دربارِ نبوت میں موجود حاضرین سے آج سرکارِ دو عالم ﷺ نے ایک سوال کیا، پوچھا:۔
بتایئے:۔ آپ کے نزدیک مفلس کون ہے؟
سب نے کہا:۔ مفلس تو وہ ہے جس کے پاس درہم اور مال نہ ہو۔
آپ ﷺ نے فرمایا:۔
میری امت کا مفلس وہ ہوگا جو قیامت کے روز میدانِ حشر میں اس حالت میں آئے گا کہ کسی کو گالی دی تھی، کسی پر بہتان تراشی کی تھی، کسی کا مال ناحق کھایا تھا، کسی کا خون کیا تھا اور کسی پر ظلم کیا تھا، ان سب مظلوموں کو اس کی نیکیوں میں سے بدلہ دیا جائے گا اور اگر اس سے پہلے ہی اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو ان کے گناہ اس کے سر لاد دے جائیں گے، پھر اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔
ارشاد فرمایا:۔
روزِ قیامت تمام اہل حقوق کو ان کے حقوق ادا کر دیے جائیں گے یہاں تک کہ اگر کسی سینگ والی بکری نے بے سینگ بکری پر ظلم کیا ہے تو اس سے بھی بدلہ لیا جائے گا۔

رحمت خداوندی بخشش کے لیے بہانوں کی تلاش میں

رحمت باری تعالیٰ بندوں کی بخشش و مغفرت کے لیے کس طرح بہانوں کی تلاش میں رہتی ہے اس کے متعدد واقعات آپ ﷺ مختلف مواقع پر سنا چکے تھے۔ آج ایک بار پھر آپ ﷺ نے اس کے متعلق ایک حیرت انگیز واقعہ اپنے رفقاء کو سنایا، فرمایا:۔
ایک شخص نے راستہ میں کانٹے دیکھے تو کہنے لگا:۔ یہ کانٹے مسلمانوں کو راستہ میں آنے

جانے میں تکلیف کا سبب بن رہے ہیں، اس لیے میں اس کو ضرور ہٹاؤں گا، یہ کہہ کر اس نے اس کو وہاں سے ہٹا دیا۔

یہ بات اللہ رب العزت کو اتنی پسند آئی کہ صرف اسی نیکی کی وجہ سے اس کو جنت میں داخل کیا گیا، پھر اس خوش قسمت شخص کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا:۔ میں نے اس شخص کو جنت میں دیکھا کہ وہ مزے اڑا رہا ہے، اسی طرح جو شخص انسانوں ہی کو نہیں بلکہ غیر ذوی العقول، اللہ کی مخلوق کو بھی اذیت دیتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کتنے خفا ہوتے ہیں اس کے متعلق سے بھی ایک اہم واقعہ آپ ﷺ نے اپنے جانثاروں کے گوش گذار کیا۔

فرمایا:۔ ایک شخص کو صرف اس لیے جہنم میں ڈالا گیا کہ اس نے اپنی بلی کو بھوکا اور پیاسا رکھا تھا۔

ایک شخص نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا:۔ شاید آپ کی وفات کے بعد میں زندہ نہ رہوں، اس لیے آپ مجھے کوئی نفع بخش عمل بتا دیجیے؟ آپ ﷺ نے ان سے کئی باتیں ارشاد فرمائیں، اس میں ایک یہ بھی تھی کہ راستہ سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹاؤ۔

ستر سال کے بعد پتھر جہنم کی تہہ میں پہنچا

رحمت عالم ﷺ کے ساتھ آج آپ کے کچھ رفقاء تھے، ان میں حضرت ابو ہریرہؓ بھی تھے، اچانک زور سے کسی چیز کے گرنے یعنی دھماکہ کی آواز آئی۔

آپ ﷺ نے دریافت کیا:۔ یہ آواز کیسی تھی؟

مجلس میں موجود صحابہ کرامؓ نے عرض کیا:۔ اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں، پھر آپ ﷺ نے خود اس کا جواب دیا، فرمایا:۔ ستر سال پہلے ایک پتھر جہنم میں پھینکا گیا تھا جواب جا کر اس کی تہہ میں پہنچا ہے۔

ارشاد فرمایا:۔

تم دنیا میں جس آگ کو جلاتے ہو وہ جہنم کی آگ سے ستر درجہ کم گرم ہے۔

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا:۔

جلانے کے لیے تو دنیا کی آگ ہی کافی تھی، پھر اتنی تیز اور سخت آگ کی ضرورت کیوں تھی؟

آپ ﷺ نے فرمایا:۔

وہ دنیا کی آگ سے ۶۹ درجہ زیادہ گرم ہے اور ہر حصہ میں دنیا کی آگ کی طرح تیزی اور گرمی ہے۔

دنیا کی قیمت مردہ بکری سے بھی گئی گذری ہے

رحمت عالم ﷺ آج مدینہ کے بازار سے گذر رہے تھے، آپ ﷺ کے دونوں طرف صحابہؓ کی ایک جماعت تھی، اسی دوران آپ ﷺ کا گذر ایک مرے ہوئے بکری کے بچہ پر سے ہوا، آپ ﷺ نے اس کا کان پکڑ کر اپنے ساتھ موجود لوگوں سے دریافت فرمایا:۔

بتاؤ! تم میں سے اس کو ایک درہم میں خریدنے کے لیے کون تیار ہے؟

لوگوں نے کہا:۔ ہم تو معمولی قیمت پر بھی اس کو لینے کے لیے تیار نہیں، ہم اس بکری کے بچہ کو لے کر آخر کیا کریں گے؟

آپ ﷺ نے پوچھا:۔

کیا تم چاہتے ہو کہ تم کو یہ ایسے ہی مفت مل جائے؟

لوگوں نے کہا:۔ یہ بکری اگر زندہ ہوتی تب بھی ہم نہیں لیتے، اس لیے کہ وہ عیب دار ہے یعنی چھوٹے کان کی ہے اور اس کے ساتھ اب وہ مردہ بھی ہے۔

آپ ﷺ نے ان کے اس جواب کو سن کر ارشاد فرمایا:۔

سنو! اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی قیمت اس مردہ بکری سے بھی گئی گذری ہے۔

ارشاد فرمایا۔

تم دنیا کے معاملہ میں ہمیشہ اپنے سے کم درجہ کے لوگوں کو دیکھو تا کہ تم کو دی گئی نعمتِ خداوندی کو تم حقیر نہ سمجھو۔

تین ایسے عمل جن سے گناہ مٹتے ہیں

میدانِ حشر میں اہل ایمان کے لیے رحمت عالم ﷺ کے دست مبارک سے ملنے والے جامِ کوثر کے متعلق جب خوشخبری آپ کے رفقاء کے کانوں میں پڑی تو ایک دن دربارِ نبوت میں موجود بعض صحابہ کرامؓ نے عرض کیا:۔

اے اللہ کے رسول ﷺ ! ہمیں آپ حوضِ کوثر پر کیسے پہچانیں گے؟

آپ ﷺ نے فرمایا:۔ وضو اچھی طرح کرنے والے کے اعضاء چہرے اور ہاتھ پیر قیامت کے دن چمکیں گے اور اسی سے میں اپنی امت کو پہچانوں گا اور یہ صرف اسی امت کی امتیازی شان ہوگی۔

ایک دن اپنے جانثاروں کو مخاطب کرتے ہوئے مزید ارشاد فرمایا:۔

میں تمھیں تین ایسے عمل بتاتا ہوں جن سے گناہ مٹتے ہیں اور نیکیاں بڑھتی ہیں۔

اول اچھی طرح وضو کرنا تکلیف اور بیماری میں بھی۔

دوم مسجد تک جانے میں زیادہ قدم کا ہونا یعنی مسجد میں پیدل جانا۔

سوم ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔

جانوروں سے بھی محبت

انسان تو انسان جانوروں سے بھی رحمۃ للعالمین ﷺ شفقت کا معاملہ فرماتے اور ان کے لیے بھی آپ ﷺ کی رحمت کا سلسلہ جاری رہتا۔

ایک دن آپ نے دیکھا کہ ایک شخص نے اپنی بکری کو زمین پر لٹادیا ہے اور دوسری طرف اس کو ذبح کرنے کے لیے چھری تیز کر رہا ہے، آپ ﷺ نے اس کے پاس جاکر پوچھا:۔

اے اللہ کے بندے! کیا تو اس بے زبان جانور کو کئی دفعہ مارنا یا ذبح کرنا چاہتا ہے؟ تو نے اس کو زمین پر لٹانے سے پہلے چھری تیز کیوں نہیں کی۔

ارشاد فرمایا:۔ ذبح کرنے سے پہلے اپنی چھری تیز کرو اور اپنے جانور کو کم سے کم تکلیف دو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے جاندار کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے، جانور کو اچھے طریقہ سے ذبح کرو۔

فرمایا:۔ جو کسی چڑیا یا اس سے بڑے کسی جانور کو ناحق مارے تو قیامت کے روز اس کے متعلق سوال ہوگا۔

اس پر مجلس میں موجود صحابہؓ نے پوچھا:۔ حق سے مارنے کا کیا مطلب ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا:۔ کھانے کے لیے جانور کو ذبح کرے، (یہ حق ہے مگر) ایسا نہ کرے کہ اس کو مار کر اس کا سر کاٹ کر کہیں پھینک دے۔

اونٹ نے مجھ سے شکایت کی کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو

آج رحمت عالم ﷺ نے اپنی سواری پر اپنے پیچھے عبداللہ بن جعفر کو بٹھایا اور ان کو لے کر ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے۔

اس میں ایک اونٹ تھا، وہ آپ ﷺ کو دیکھ کر رونے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، یہ ماجرا آپ ﷺ سے دیکھا نہیں گیا۔

آپ ﷺ اس اونٹ کے قریب پہنچے اور پیار سے اس اونٹ کے پیچھے ابھری ہوئی ہڈی پر اپنا دست مبارک پھیرنے لگے، آپ ﷺ کی یہ شفقت دیکھ کر اس اونٹ نے رونا بند کر دیا۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ اونٹ کس کا ہے؟

ایک انصاری نے آ کر کہا:۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ اونٹ میرا ہے۔

اس پر آپ ﷺ نے اس سے پوچھا:۔

اے اللہ کے بندے! اللہ تعالیٰ نے تجھے اس اونٹ کا مالک بنایا ہے، تو اس کے متعلق اللہ کے پاس کسی سوال سے نہیں ڈرتا؟ اونٹ نے ابھی مجھ سے شکایت کی ہے کہ تو اس سے کام تو لیتا ہے لیکن کھانا نہیں کھلاتا، اس کو بھوکا رکھتا ہے؟!

محمد ﷺ سے پوچھو، وہ کیوں رو رہے ہیں

جبرئیل امین آج کوئی وحی تو نہیں لائے لیکن ایک خاص کام کے لیے خدمت اقدس میں دربار الٰہی سے بھیجے گئے تھے۔

دراصل کچھ دیر پہلے آپ ﷺ اپنے جد امجد حضرت ابراہیمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی یہ دعا تلاوت فرما رہے تھے جو کہ انھوں نے اپنی امت کے متعلق مانگی تھی۔

اے اللہ:۔ انھوں نے بہت سوں کو گمراہ کر دیا ہے، جو میری اتباع کرے وہ مجھ میں سے ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو اس کو معاف فرما، تو رحم کرنے پر قادر اور معاف کرنے والا ہے۔

رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَن تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

اے رب:۔ اگر تو ان کو ان کے کرتوتوں کی وجہ سے عذاب دے تو تجھے یہ حق ہے اور اگر تو ان کو معاف کرے تو تو بڑے غلبے والا اور حکمت والا ہے

إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ.

ان آیات کی تلاوت کے بعد بے ساختہ آپ ﷺ کی زبانِ مبارک پر یہ دعا جاری ہوئی اے اللہ! میری امت پر رحم فرما، میری امت پر رحم فرما، اللھمّ أمّتی أمّتی اور رو پڑے۔

یہ سن کر جبرئیل امین کو اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کی خدمت میں روانہ فرمایا کہ ان سے پوچھو کہ وہ کیوں رو رہے ہیں حالانکہ ہمیں اس کی وجہ معلوم ہے، حضرت جبرئیلؑ نے جب حاضر خدمت ہو کر آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے پورا قصہ سنا دیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیلؑ سے فرمایا:۔ محمد سے جا کر کہو کہ آپ فکر نہ کریں ہم آپ کو آپ کی امت کے سلسلہ میں خوش کر دیں گے، آپ کو ناراض نہیں کریں گے۔

اللہ اور اس کے رسول ہی انصاف نہ کریں تو کون کرے گا

غزوۂ حنین کے بعد مالِ غنیمت کی تقسیم ہو رہی تھی، بعض دینی مصالح کی بنا پر آپ ﷺ نے اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن کو سو سو اونٹ عطا فرمائے، اسی طرح عرب کے بعض قبائل کو بھی بڑا حصہ عنایت فرما کر خوب نوازا۔

اس پر ایک شخص عبداللہ بن مسعودؓ سے کہنے لگا:۔ آپ ﷺ کی یہ تقسیم مبنی بر انصاف نہیں تھی اور نہ اس میں رضائے الٰہی مطلوب تھی۔

اس پر ابن مسعودؓ نے کہا:۔

میں تمہاری یہ بات سرکار دو عالم ﷺ کو ضرور سناؤں گا، چنانچہ جب انھوں نے جا کر اس کی

اطلاع آپ ﷺ کو دی تو آپ ﷺ کی زبان مبارک سے صرف یہی جملہ نکلا۔

جب اللہ اور اس کے رسول ہی انصاف نہ کریں تو آخر کون انصاف کرے گا، اللہ تعالیٰ موسیٰ پر رحم فرمائے، ان کو تو اس سے زیادہ تنقید کا سامنا کرنا پڑا۔

یہ کہہ کر آپ ﷺ خاموش ہوئے، نہ اس شخص کو بلا کر ڈانٹا اور نہ اس کی بات کا کوئی جواب دیا۔

اللہ کے رسول کی ناراضی کا ڈر تھا ورنہ تیرا سر قلم کر دیتا

زید بن سعنہ کا تعلق یہودیوں سے تھا، رحمت عالم ﷺ نے ایک دفعہ اس سے کچھ قرض لیا تھا اور اس کو وقت پر ادا نہیں کر سکے تھے، چنانچہ وہ ایک دن بھری مجلس میں آیا اور آپ ﷺ کا گریبان پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہنے لگا:۔ تم میرا قرض کیوں واپس نہیں کرتے؟ تم بنی مطلب کے لوگ ایسے ہی ہو اور ہمیشہ ٹال مٹول کرتے ہو!

مجلس میں عمر فاروق بھی تھے، یہ ماجرا ان سے دیکھا نہیں گیا، وہ بول اٹھے:۔

اے اللہ کے دشمن! اگر اللہ کے رسول کی ناراضی کا خدشہ نہ ہوتا تو میں اسی وقت تیرا سر قلم کر دیتا، تم میری موجودگی میں اللہ کے رسول سے ایسی سخت باتیں کر رہے ہو؟!

عمر فاروق کی زبان سے یہ سن کر رحمت عالم ﷺ نے مسکرا کر ان کی طرف دیکھا اور فرمایا:۔

عمر! تمھیں تو اس موقع پر چاہیے تھا کہ تم مجھے اس کے قرض کو اچھے انداز سے واپس کرنے کو کہتے اور اس شخص کو بھلے انداز میں اپنا حق طلب کرنے کو کہتے، اب تم اس شخص کو یہاں سے لے جاؤ، میری طرف سے اس کا قرض ادا کر دو اور اس کے حق سے زیادہ بیس صاع کھجور اس کو مزید دو۔

یہ سن کر عمر فاروق کا غصہ ٹھنڈا ہوا اور انھوں نے ایسا ہی کیا۔

رحمت عالم ﷺ کا یہ غیر معمولی اور خلاف توقع حسن سلوک اور آپ ﷺ کے وقار و حلم کو دیکھ کر یہ یہودی اسی وقت پکار اٹھا:۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

پھر کہنے لگا کہ میں نے تورات میں آپ ﷺ کے نبی ہونے کی کئی علامتیں پڑھی تھیں، یہ تمام علامتیں سچ ثابت ہو چکی تھیں اور میں اس کا مشاہدہ بھی کر چکا تھا لیکن دو علامتیں ابھی تک باقی تھیں؛ ایک یہ کہ اس نبی کے ساتھ مخاطب کی طرف سے جتنی سختی کا معاملہ کیا جائے گا اس پر وہ اتنے ہی وہ صابر ثابت ہوں گے، اسی طرح ان کے غصہ پر ان کا حلم اور بردباری غالب آئے گی، چنانچہ اس موقع پر ان دو باقی علامتوں کا بھی میں نے جب مشاہدہ کیا تو فوراً حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔

بعد میں یہ صحابی زید بن سعنہ تمام غزوات میں آپ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے، غزوہ تبوک میں بھی مجاہدین کے ساتھ شریک تھے، وہاں سے واپسی پر راستہ میں وفات پائی۔ [1]

رحمت عالم ﷺ نے جابر بن سمرہ کے رخساروں پر دست مبارک پھیرا

آج نماز ظہر کے بعد جب آپ ﷺ گھر کے لیے نکلے تو ساتھ میں جابر بن سمرہ بھی تھے راستہ میں کچھ بچے ملے جو آپ ﷺ سے ملنا چاہتے تھے، آپ ﷺ نے سب کے رخساروں پر اپنا دست مبارک پھیرا اور آگے بڑھے اور جابر بن سمرہ کے رخسار پر بھی دونوں دست مبارک پھیرے، وہ کہتے ہیں کہ اس کی ٹھنڈک میں نے محسوس کی اور اس کی خوشبو ایسی تھی جیسے کسی عطر فروش کے صندوق سے نکلی ہوئی خوشبو ہو۔

وہ دعا جس کو پڑھنے سے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی

رحمت عالم ﷺ نے آج کسی بھی چیز یا جگہ کے شر سے بچنے کے لیے ایک مجرب نسخہ ارشاد فرمایا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:۔

جو شخص کسی جگہ اترے اور یہ دعا پڑھے کہ "میں اللہ کے سارے کلمات کے ذریعے اس کی تمام مخلوقات سے پناہ مانگتا ہوں"

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

تو اس جگہ سے روانہ ہونے تک کوئی چیز اسکو نقصان نہیں پہنچا سکتی ۔

عبدالرحمٰن! ولیمہ کیوں نہیں کیا؟

مدینہ منورہ میں آمد کے بعد رحمت عالم ﷺ نے وہاں موجود انصار و مہاجرین کے درمیان آپس میں بھائی چارہ کرادیا تھا جس کی تفصیلات آپ نے حضرت انس کے گھر میں طے کی تھیں اور ۴۵ مہاجرین اور ۴۵ انصار یوں کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا گیا تھا حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے انصاری بھائی حضرت سعد بن ربیع قرار دیے گئے تھے، انھوں نے خود ایک دن حضرت عبدالرحمٰن سے کہا کہ آج سے ہم بھائی بھائی ہیں، میں اپنا آدھا مال آپ کو دیتا ہوں حتی کہ اپنی دو بیویوں میں سے ایک بیوی بھی جس کو آپ پسند کریں میں اس کو طلاق دوں گا، عدت کے بعد آپ ان سے شادی کرلیں۔

حضرت عبدالرحمٰن نے کہا:۔ اللہ آپ کے مال میں برکت دے، مجھے صرف بازار یعنی

منڈی کا پتہ بتادیجیے، میں خود سے اپنی ضروریات کا انتظام کرلوں گا، ان کے کہنے پر انھوں نے بنوقینقاع کی منڈی کا پتہ بتادیا تو وہ وہاں چلے گئے اور اپنی تجارت شروع کی اور شام کو گھی اور پنیر لے آئے اور سعد کی خدمت میں پیش کردیا، ان کی تجارت میں اللہ تعالیٰ نے خوب برکت دی انھوں نے ایک دن خاموشی سے شادی بھی کرلی، دوسرے روز خدمت اقدس میں جب حاضر ہوئے تو ان کے کپڑوں پر خوشبو کے نشانات تھے، رحمت عالم ﷺ نے پوچھا:۔

عبدالرحمٰن! یہ کیا قصہ ہے؟ اس پر انھوں نے کہا:۔ دراصل میں نے ایک انصاریہ سے شادی کرلی ہے، یہ اسی موقع پر لگائی گئی خوشبو کے نشانات ہیں، آپ ﷺ نے پوچھا:۔ کیا مہر دیا؟ کہنے لگے گٹھلی کے برابر سونا دیا، آپ ﷺ نے پوچھا:۔ ولیمہ کیوں نہیں کیا؟ جلد ولیمہ کرو چاہے اس ولیمہ میں ایک بکری ذبح کرکے ہی دعوت کا نظم کرو۔

کسی علاقہ کا مجھے امیر بنادیجیے

آج ابوموسیٰ اشعریؓ کے دو چچازاد بھائی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، ان میں سے ایک نے عرض کیا:۔

اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ اپنے مفتوحہ علاقوں میں سے کسی علاقہ میں جس کا اللہ نے آپ کو والی بنایا ہے ہمیں امیر مقرر کردیجیے۔

دوسرے بھائی نے بھی آپ ﷺ سے اسی طرح کی درخواست کی، آپ ﷺ نے ان دونوں کی باتوں کو سن کر فرمایا:۔

اللہ کی قسم! ہم کسی ایسے شخص کو عہدہ یا منصب نہیں دیتے جو اس کا سوال کرتا ہو یا اس کا خواہش مند ہو۔

ایک دن ابوذرؓ نے بھی کچھ اسی طرح کی درخواست آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کی اور

فرمایا:۔ سرکار! آپ مجھے کسی جگہ کا امیر کیوں مقرر نہیں فرماتے؟

آپ ﷺ نے ان کے کندھے پر ہاتھ مار کر ارشاد فرمایا:۔

ابوذر! تم کمزور ہو، اس بارگراں کو اٹھا نہیں سکتے، امارت دراصل ایک امانت ہے اور قیامت کے دن رسوائی اور ندامت کا سبب بنے گی، اس شخص کے حق میں جس نے صحیح طریقے پر ادا نہیں کیا اور اس کی ذمہ داری کو پورا نہیں کیا۔

ایک دن آپ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن سمرہ کو بھی یہی نصیحت کی کہ کبھی امارت کی خواہش نہ کرنا، اگر تمھارے مانگنے پر یہ امارت مل گئی تو تمھارے لیے اس میں مدد نہیں کی جائے گی، اگر بغیر طلب کیے امارت ملے گی تو اللہ کی طرف سے تمھاری مدد ہوگی۔

راستوں میں بیٹھنا ہے تو ان کا حق بھی ادا کرو

نبی رحمت ﷺ کو صحابہ کی ایک جماعت ہمیشہ مدینہ منورہ کے راستوں میں بیٹھی گفتگو کرتی ہوئی نظر آتی۔

ایک دن آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:۔ تم لوگ راستوں میں نہ بیٹھا کرو۔

ان لوگوں نے باادب عرض کیا:۔

ہمارے لیے گفتگو اور ضروری تبادلۂ خیال کے لیے کوئی دوسری جگہ میسر نہیں، اس لیے ہمارے لیے ان راستوں میں بیٹھنا ناگزیر ہے، اس کے علاوہ ہمارے لیے کوئی چارے کار نہیں۔

یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا:۔

اگر تمھیں مجبوراً راستوں میں بیٹھنا ہی پڑے تو ان کا حق بھی ادا کرو۔

ان لوگوں نے عرض کیا:۔ اے اللہ کے رسول! راستوں کے حقوق کیا ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا:۔

نگاہیں نیچی رکھو، راستوں سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹاؤ، آنے جانے والوں کے سلام کا جواب دو، اچھی باتوں کا حکم کرو اور بری باتوں سے روکو۔

تمھیں اس کے جنتی ہونے کا کیسے یقین ہو گیا؟

مدینہ منورہ میں ایک شخص کی وفات ہوئی، چونکہ وہ مسلمان تھے اس لیے ایک صحابی کی زبان سے برجستہ یہ جملہ نکلا:۔

اس مرنے والے کے لیے جنت کی خوشخبری ہو۔

اس مجلس میں رحمت عالم ﷺ بھی موجود تھے، ان کا یہ جملہ سن کر آپ ﷺ نے ان سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا:۔ تمھیں اس کے جنتی ہونے کا یقین کیسے ہو گیا؟ ممکن ہے مرنے والے کی زبان سے کوئی بے فائدہ یعنی غیر ضروری بات نکلی ہو یا اس نے اس مال میں جس کے خرچ کرنے سے مال میں کمی نہیں ہوتی بخل سے کام لیا ہو۔

آپ ﷺ نے فرمایا:۔

بعض اوقات انسان کی زبان سے کوئی بات نکل جاتی ہے حالانکہ وہ اس کو اہمیت نہیں دیتا جب کہ وہ اللہ کو خوش کرنے والا کلمہ ہوتا ہے اور اس پر اس سے خوش ہو کر اللہ تعالیٰ اس شخص سے قیامت تک راضی ہونے کا فیصلہ فرماتے ہیں، اسی طرح کوئی کلمہ ایسا کہہ دیتا ہے جس کو وہ اہمیت نہیں دیتا حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والا جملہ ہوتا ہے، اس کے اس کلمہ پر اس سے قیامت تک اللہ تعالیٰ ناراض ہونے کا فیصلہ فرماتے ہیں۔

غیبت کرنا زنا سے بدتر ہے

آج مجلس نبوی میں رحمت عالم ﷺ نے کچھ ایسی باتیں ارشاد فرمائیں جن کو سمجھنے کے لیے حاضرین کو ان ارشادات کی وضاحت کے لیے کچھ استفسار کرنا پڑا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:۔ غیبت کرنا زنا سے زیادہ بدتر ہے۔

مجلس میں موجود بعض صحابہ نے فوراً با ادب عرض کیا:۔

اللہ کے رسول ﷺ! بتایئے:۔ غیبت زنا سے بدتر کس لیے ہے؟

آپ ﷺ نے اس کی وضاحت فرمائی کہ زنا کرنے والا توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتا ہے لیکن غیبت کرنے والے کو جب تک وہ شخص معاف نہ کرے جس کی غیبت اس نے کی ہے، اللہ کی طرف سے اس کو معاف نہیں کیا جاتا۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔ والدین کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے۔

اس پر صحابہ نے پوچھا:۔

اے اللہ کے رسول ﷺ! بتایئے، کیا کوئی شخص اپنے ماں باپ کو بھی گالی دے سکتا ہے؟

آپ ﷺ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

ہاں، وہ اس طرح کہ اگر وہ کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ جواباً اس کے باپ کو بھی گالی دے گا، اگر وہ کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے تو جواباً اس کی ماں کو وہ گالی دے گا، ظاہر بات ہے کہ اس کے اپنے والدین کے لیے گالی کا ذریعہ وہ خود بنا۔

تمھارے جملہ کی کڑواھٹ سے سمندر کا پانی نمکین ہو جائے

سوکنوں میں اَن بن رہنا فطری بات ہے، ازواجِ مطہرات بھی انسانی فطرت رکھتی تھیں جس کا اندازہ ذیل کے واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے:۔

حضرت صفیہؓ کے متعلق نبی رحمت کی زبانی تعریف سن کر ایک دن عائشہ صدیقہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا:۔ وہ پست قد ہے، اس جملہ کو سن کر آپ نے ان سے ناراض ہو کر فرمایا:۔

عائشہ! تم نے ان کے متعلق اپنی زبان سے ایسا جملہ کہا ہے کہ اگر اس کو سمندر میں ملا دیا جائے تو اس جملہ کی کڑواہٹ کی وجہ سے پورا پانی نمکین سے کڑوا ہو جائے۔

فرمایا:۔ تم جانتی ہو کہ غیبت کیا ہے؟

انھوں نے عرض کیا:۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی زیادہ جانتے ہیں۔

فرمایا:۔ کسی مسلمان بھائی کے متعلق اس کی غیر موجودگی میں ایسی بات کہہ دینا جو اس کو ناگوار ہو؟

حضرت عائشہؓ نے عرض کیا:۔ اگر وہ برائی واقعی اس شخص میں موجود ہو تب بھی اس کا غیبت میں شمار ہوگا؟

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:۔ تبھی تو غیبت ہے اور اگر وہ برائی اس میں موجود نہ ہو تو پھر تو تم نے اس پر بہتان باندھا۔

ارشاد فرمایا:۔ جو اپنے بھائی کو بدنام کرنے کے لیے اس کے متعلق ایسی برائی بیان کردے جو اس میں موجود نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو اس وقت تک آگ میں رکھیں گے جب تک وہ اس کے متعلق اس برائی کو ثابت نہ کردے۔

لنگی یا پاجامہ لٹکانے والے سے اللہ تعالیٰ کی گفتگو نہیں ہوگی

آج مجلس میں رحمت عالم ﷺ نے سخت وعید پر مشتمل اپنے ایک ارشاد کو اس کی اہمیت سے حاضرین کو واقف کرانے اور اس کی شدت سے مخاطبین کو آگاہ کرانے کے لیے تین دفعہ دہرایا۔

فرمایا:۔ تین اشخاص ایسے ہیں جن سے روز قیامت اللہ تعالیٰ گفتگو نہیں فرمائیں گے اور نہ نظر کرم کریں گے اور نہ ان کو گناہوں سے پاک کریں گے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔

حاضرین میں موجود حضرت ابوذر غفاری سے رہا نہیں گیا اور اس کی تفصیل بیان کرنے سے پہلے ہی انھوں نے پوچھ لیا:۔

اے اللہ کے رسول ﷺ ! بتایئے ایسے نافرمان لوگ آخر کون ہوں گے؟

آپ ﷺ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

ازار (پاجامہ، پینٹ، لنگی وغیرہ) ٹخنے سے نیچے لٹکانے والا اور کسی پر احسان کر کے احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسمیں کھا کر اپنا مال فروخت کرنے والا۔

مزید ارشاد فرمایا:۔

جس نے کسی کی تھوڑی سی زمین بھی ناحق لی قیامت کے روز اس کی وجہ سے اس شخص کو سات زمینوں تک دھنسایا جائے گا۔

تھوڑی ہی دیر میں جنتی شخص آنے والا ہے!

آج مجلس میں انس بن مالکؓ اور عبداللہ بن عمروؓ بھی موجود تھے، آپ ﷺ نے دورانِ گفتگو اچانک ارشاد فرمایا کہ اب تھوڑی ہی دیر میں ایک جنتی شخص آنے والا ہے۔

کچھ ہی دیر میں ایک انصاری صحابی اس حالت میں داخل ہوئے کہ ان کی داڑھی سے وضو کا پانی ٹپک رہا تھا اور وہ اپنے جوتے بائیں ہاتھ میں تھامے ہوئے تھے۔

دوسرے دن مجلس میں پھر آپ ﷺ نے وہی بات دہرائی کہ تمھارے درمیان اب ایک جنتی شخص آنے والا ہے۔

آج پھر وہی انصاری صحابی اسی حالت میں داخل ہوئے، تیسرے دن بھی آپ ﷺ نے اسی طرح فرمایا کہ آج تمھارے درمیان ایک جنتی شخص آنے والا ہے۔

حسن اتفاق سے تیسرے دن بھی آنے والے وہی شخص تھے۔

عبداللہ بن عمروؓ سے رہا نہیں گیا، انھوں نے دل میں کہا کہ میں ضرور معلوم کروں گا کہ یہ انصاری شخص آخر کیا عمل کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کو جیتے جی دربارِ نبوت سے جنت کی بشارت ملی ہے۔

مجلس کے اختتام پر وہ ان کے پیچھے ان کے گھر گئے اور کہنے لگے کہ میری اپنے والد سے کچھ اَن بن ہوگئی ہے اور میں نے قسم کھالی ہے کہ میں تین دن تک ان کے پاس نہیں جاؤں گا، اگر آپ مجھے اس دوران اپنے یہاں ٹھہرائیں تو مہربانی ہوگی، انھوں نے اس کی اجازت دے دی۔

تین دن مسلسل عبداللہ بن عمروؓ ان کے ساتھ لگے رہے، لیکن ان کے دن و رات کے معمولات میں ان کو کوئی خاص عمل نظر نہیں آیا، البتہ رات میں جب ان کی آنکھ کھلتی اور وہ بستر پر کروٹ لیتے تو اللہ کا ذکر کرتے اور اللہ اللہ کہتے اور اسی حالت میں بستر پر لیٹ کر صبح کرتے۔ اس طرح ان کے ساتھ رہتے ہوئے دن بھر انہوں نے ان کی زبان سے خیر کی بات کے علاوہ کوئی اور بات نہیں سنی۔

جب تینوں راتیں گذر گئیں اور انھیں ان کا کوئی خاص عمل نظر نہیں آیا تو بالآخر انھوں نے ان

سے پوچھ ہی لیا اور یوں کہا:۔ میری اپنے والد کے ساتھ کوئی ان بن نہیں ہوئی تھی، میں نے مجلس نبوی میں تین دفعہ یہ سنا تھا کہ ایک جنتی آنے والا ہے، آپ ﷺ کے اس ارشاد کے بعد تینوں دفعہ آپ ہی آئے، میں آپ کے ساتھ رہ کر آپ کے اس خاص عمل کو دیکھنا چاہتا تھا لیکن میں نے ان تین راتوں میں کوئی خاص عمل آپ کا نہیں دیکھا، اب آپ ہی بتایئے کہ آپ آخر وہ کون سا عمل کرتے ہیں جس کی وجہ سے آپ کے متعلق اللہ کے نبی ﷺ نے جنت کی خوش خبری سنائی ہے۔

انھوں نے کہا:۔ میرا وہی عمل ہے جس کو آپ نے دیکھا، اس کے علاوہ کوئی اور عمل نہیں ہے۔

یہ سن کر عبداللہ بن عمروؓ چل پڑے۔

جب وہ جا رہے تھے تو انھوں نے ان کو پکارا اور کہا:۔ جو اعمال میرے تم نے دیکھے ہیں اس کے علاوہ صرف یہ بات ہے کہ میں کسی مسلمان کے بارے میں اپنے دل میں کینہ اور بغض نہیں رکھتا، اور نہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی کو دی گئی نعمت پر حسد کرتا ہوں۔

یہ سن کر عبداللہ بن عمروؓ نے کہا:۔ میں سمجھتا ہوں یہی وہ عمل ہے جس کی وجہ سے تمھیں جیتے جی دنیا ہی میں جنت کی خوش خبری کا یہ اعزاز ملا ہے اور یہ ایسا عمل ہے کہ ہم اس کو نہیں کر سکتے۔

بیویوں کے ساتھ سختی کی شکایت

مدینہ منورہ میں وقفہ وقفہ سے شوہروں کی طرف سے اپنی بیویوں کے ساتھ سختی و شدت کی اطلاعات آپ ﷺ کو ملتی رہتی تھیں، چنانچہ آج مسجد نبوی میں آپ ﷺ کا خطبہ بیویوں کے متعلق ہی رہا، آپ ﷺ نے فرمایا:۔

اے لوگو! غور سے سنو:۔ تم اپنی بیویوں کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرو کیوں کہ وہ تمھارے

قبضہ میں ہیں، ان پر عصمت و مال کی حفاظت کے علاوہ تمھارا کوئی اور اختیار نہیں، الّا یہ کہ وہ اگر بے حیائی کے اندر مبتلا ہوں تو ان کو اپنے بستروں سے علاحدہ رکھو اور ہلکی مار سے ان کی تنبیہ کرو۔ اس پر اگر وہ سنبھل جائیں تو پھر ان پر زیادتی کے لئے کوئی اور طریقہ اختیار نہ کرو۔

غور سے سنو:۔

تمھاری بیویوں کا جس طرح تم پر حق ہے اسی طرح تمھارا بھی اپنی بیویوں پر حق ہے، تمھارا حق یہ ہے کہ تمھارے بستر پر وہ کسی ناپسندیدہ شخص کو آنے نہ دیں اور نہ تمھارے گھر میں ان کو داخل ہونے دیں جن کا آنا تمھیں پسند نہ ہو، ان کا تم پر حق یہ ہے کہ تم ان کو اپنی حیثیت کے مطابق اچھا پہناؤ اور اچھا کھلاؤ۔

برے خیالات کو برا سمجھنا بھی ایمان ہے

صحابہ کرام میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی تھی جو اپنے دلوں میں غیر اختیاری طور پر آنے والے برے خیالات اور وسوسوں سے پریشان رہتے تھے اور اس کو منافی ایمان سمجھتے تھے، چنانچہ ہمت کر کے ان میں سے کچھ لوگ ایک دن خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اپنی اس تشویش کا اظہار کر دیا اور رحمت عالم ﷺ سے یوں پوچھا:۔

اے اللہ کے رسول ﷺ ! ہمارے دلوں میں بعض اوقات ایسے خیالات آتے ہیں کہ اس کو عملی جامہ پہنانا اور یقین آنا تو دور کی بات، اپنی زبانوں سے اس کا ذکر کرنا بھی ہم مناسب نہیں سمجھتے، یہ سن کر آپ ﷺ نے ان سے پوچھا:۔

کیا واقعتاً تم ان خیالات کو اپنی زبانوں پر لانا بھی برا سمجھتے ہو؟

انھوں نے عرض کیا۔ جی ہاں۔

اس پر رحمت عالم ﷺ نے ان سے فرمایا:۔

یہ تو خالص ایمان ہے یعنی برے خیالات کو برا سمجھنا کمال ایمان کی علامت ہے۔

رحمت الٰہی کی وسعت

رحمت الٰہی کی وسعت کا اندازہ لگانے کے لیے رحمت عالم ﷺ نے آج مجلس میں یوں ارشاد فرمایا کہ:۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کو سو حصوں میں تقسیم کر دیا اور اس کا صرف ایک حصہ انسانوں جنات، جانوروں اور کیڑوں مکوڑوں کے درمیان اتارا جس کی وجہ سے وہ آپس میں نرمی اور رحمدلی کا معاملہ کرتے ہیں اور جانور اپنے بچوں پر شفقت کرتے ہیں، اس رحمت کے ننانوے حصوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص رکھا ہے جس کے ذریعہ وہ قیامت کے روز اپنے بندوں پر رحم فرمائیں گے۔

اے اللہ! میرا حساب آسان فرما

صدیقہ عائشہ نے کئی بار رحمت عالم ﷺ کو دیکھا کہ وہ نمازوں میں اکثر یوں دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! میرا حساب آسان فرما۔ (اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِی حِسَاباً یَسِیْراً)

ایک دن موقع پا کر آپ ﷺ سے اس کے متعلق انھوں نے پوچھ ہی لیا۔

عرض کیا:۔ اے اللہ کے نبی! آسان حساب کا کیا مطلب ہے؟

آپ نے فرمایا کہ حساب کے موقع پر اللہ تعالیٰ بندہ کے اعمال پر صرف نظر ڈال کر اس کی معافی کا فیصلہ فرما دیں یعنی درگذر کر دیں تو یہ حساب کی آسانی ہے۔

عائشہ! اگر اس دن کسی کا حساب لیا جائے تو سمجھ لو وہ ہلاک ہو گیا۔

نوعمر چچازاد بھائی کے لیے چھ اہم ہدایات

آج نوعمر صحابی اور آپ کے چچازاد بھائی عبداللہ بن عباسؓ رحمت عالم ﷺ کے پیچھے سواری پر سوار ہو کر ایک جگہ جا رہے تھے، آپ ﷺ نے ان کو آواز دی اور یوں ارشاد فرمایا:۔

اے لڑکے! میں تمھیں چند باتیں بتاتا ہوں انھیں یاد رکھنا!

۱) تم اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی کرنا، وہ تمھاری حفاظت کرے گا۔

۲) اللہ تعالیٰ کے حقوق کا خیال رکھنا، اللہ کو تم اپنی مدد کے لیے ہمیشہ حاضر پاؤ گے۔

۳) جب کسی چیز کی ضرورت ہو تو صرف اللہ ہی سے طلب کرنا۔

۴) اس بات پر کامل یقین رکھنا کہ تقدیر میں لکھے سے زیادہ پوری انسانیت مل کر بھی تمھیں فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

۵) اس بات پر یقین رکھنا کہ پوری دنیا مل کر بھی تمھیں تقدیر میں لکھے سے زیادہ نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

۶) تقدیر میں اب اضافہ نہیں ہو سکتا، قلم اٹھا لیے گئے اور کاغذ کی سیاہی خشک ہو چکی۔

گھر میں سورۂ بقرہ کی تلاوت سے شیطان بھاگ جاتا ہے

گھر سے شیطان کو بھگانے کا رحمت عالم ﷺ نے ایک مجرب نسخہ آج اپنے جانثاروں کو بتایا۔

ارشاد فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو آسمان و زمین کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے لکھا اور اس میں سورہ بقرہ کا اختتام دو ایسی آیات پر کیا جن کا کسی بھی گھر میں تین رات تک

پڑھا جانا شیطان کو اس سے دور رکھنے کا ذریعہ بنتا ہے۔

فرمایا:۔ جس گھر میں سورت بقرہ پڑھی جاتی ہے، شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے۔ یعنی اس سورت کے پڑھنے کا معمول بنانے والے پر سحر وغیرہ کا اثر نہیں ہوتا۔

مزید فرمایا:۔ تم سورہ بقرہ اور آل عمران پڑھا کرو، اس لیے کہ یہ دونوں اپنے پڑھنے والوں کی قیامت کے دن سفارش کریں گی، خصوصیت سے سورہ بقرہ پڑھا کرو، اس لیے کہ اس کا پڑھنا باعث برکت اور نہ پڑھنا باعث حسرت ہے اور اس سے غلط قسم کے لوگ یعنی جادوگر فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

آسان، لیکن سب پر بھاری ذکر

آج رحمت عالم ﷺ کے ساتھ سعد بن ابی وقاص بھی تھے، ان دونوں حضرات کا گذر ایسی خاتون کے پاس سے ہوا جو اپنے سامنے کھجور کی گٹھلیاں یا کنکریاں رکھ کر تسبیح کر رہی تھی، اس کو اس حالت میں دیکھ کر رحمت عالم ﷺ نے اس سے یوں فرمایا:۔

کیا میں تم کو اس سے آسان اور سہل طریقہ نہ بتاؤں؟ تم یوں کہو:۔ میں اللہ تعالیٰ کی پاکی یعنی تسبیح بیان کرتی ہوں ان چیزوں کی تعداد کے برابر جو اس نے آسمان میں پیدا فرمائے، میں تسبیح بیان کرتی ہوں اللہ تعالیٰ کی ان چیزوں کی تعداد کے برابر جو اس نے زمین میں پیدا فرمائے، میں تسبیح بیان کرتی ہوں اللہ تعالیٰ کی ان چیزوں کی تعداد کے برابر جو اس نے آسمان وزمین کے درمیان پیدا کی اور میں تسبیح بیان کرتی ہوں اللہ تعالیٰ کی ان چیزوں کی تعداد کے برابر جو وہ آئندہ پیدا کرنے والا ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْأَرْضِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ بَيْنَ ذٰلِكَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَاهُوَ خَالِقٌ.

اسی طرح اَللّٰہُ اَکْبَر، اَلْحَمْدُلِلّٰہ پھر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ بھی پڑھو یعنی ان سب کے ساتھ عدد ماخلق پڑھو۔

بندہ کے استغفار پر اللہ تعالیٰ کی بے پناہ خوشی

بندہ کا استغفار اللہ تعالیٰ کو کس قدر پسند ہے اور اس پر اس کو کس قدر خوشی ہوتی ہے اس کی آج رحمت عالم ﷺ نے اپنے جانثاروں کے سامنے کچھ اس طرح منظر کشی فرمائی:۔

فرمایا:۔ اس شخص کے متعلق تمھارا کیا خیال ہے جس کی اونٹنی مع ساز وسامان کسی جنگل بیابان میں کھوگئی ہو اور اس پر اس کے کھانے پینے کا سامان یعنی توشہ بھی ہو، پھر وہ شخص سخت پیاس کے بعد پانی نہ پاکر ناامید ہوکر ایک درخت کے نیچے جہاں سے اس کی اونٹنی گم ہوئی تھی یہ سوچ کر کہ اب تو مجھے مرنا ہی ہے لیٹ جاتا ہے، کچھ دیر کے بعد جب اس کی آنکھ کھلتی ہے تو اپنے سامنے اس گمشدہ اونٹنی کو مع ساز وسامان پاتا ہے تو اس شخص کو اس پر جو خوشی ہوتی ہے اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندہ کی توبہ سے خوشی ہوتی ہے۔

باوضو سونے والے کے لیے دعا کی قبولیت

رحمت عالم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ہمیشہ باوضو رہتے اور باوضو ہی سوتے، اپنے جانثاروں کو بھی باوضو رات میں سونے کی ترغیب دیتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:۔

جو شخص رات کو باوضو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے سوتا ہے، پھر رات کے کسی بھی حصہ میں اس کی آنکھ کھلتی ہے اور وہ دنیا وآخرت کی کوئی بھی بھلائی اللہ تعالیٰ سے طلب کرتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ وہ چیز ضرور عطا فرماتے ہیں جو اس نے طلب کی ہے۔

بے چینی کے ازالہ کے لیے مجرب الہامی نسخہ

آج رحمت عالم ﷺ کی طبیعت میں کچھ بے چینی تھی اور آپ بے قراری محسوس کر رہے تھے، اس کیفیت کے ازالہ کے لیے بے ساختہ آپ کی زبانِ مبارک سے کچھ الہامی کلمات جاری ہوئے جس سے آپ نے طبیعت میں ہلکا پن محسوس کیا اور بے قراری میں کمی بھی۔

وہ کلمات جن کے پڑھنے سے آپ نے طبیعت میں افاقہ محسوس کیا، کچھ یوں تھے:۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عظمت والا اور بردبار ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عرش عظیم کا مالک ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمان و زمین اور عرش کریم کا بھی رب ہے۔

لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ، لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَرَبّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ

کھاتے ہیں، لیکن پیٹ نہیں بھرتا

آج کچھ صحابہ دربارِ نبوت میں تشریف لائے اور رحمت عالم ﷺ سے اپنے شکم سیر نہ ہونے کی شکایت کی۔

یوں کہنے لگے:۔ اللہ کے رسول! ہم کھاتے ہیں، لیکن پیٹ نہیں بھرتا۔

یہ سن کر آپ ﷺ نے ان سے پوچھا:۔ کیا تم لوگ علیحدہ علیحدہ کھاتے ہو؟

وہ کہنے لگے:۔ جی ہاں۔

اس پر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:۔

تم ساتھ مل کر اور اللہ کا نام لے کر کھایا کرو، تمھارے کھانے میں برکت ہوگی۔

ہر طرح کی بیماری سے بچاؤ کا کارگر نسخہ

رحمت عالم ﷺ کے جانثار رفقاء بھی عام انسانوں کی طرح بشر تھے، ان کو بھی پریشانیاں لاحق ہوتیں اور آزمائشوں اور بیماریوں سے بھی گذرنا پڑتا اور وہ وقتاً فوقتاً سرکار دوعالم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اس کا علاج وحل بھی دریافت کرتے، خود آپ ﷺ کو بھی ایک بشر ہونے کی حیثیت سے بشری ضروریات کا اندازہ تھا، ان کے ان ہی روزمرہ کے مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے رحمت عالم ﷺ نے آج ایک کارگر نسخہ ان کو بتایا جس پر عمل سے ان کے لیے ہر طرح کی مصیبت وآزمائش سے بچاؤ کا خداوند کریم کی طرف سے وعدہ تھا۔

ارشاد فرمایا:۔ تم جب کسی کو بیماری، تکلیف یا آزمائش میں مبتلا دیکھو تو ان کلمات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو:۔

''سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے اس حال سے بچایا جس میں تم کو مبتلا کیا اور مجھے اپنی بہت ساری مخلوق پر فضیلت دی''

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا.

ان موثر کلمات شکر کی تاثیر کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:۔ ان کلمات کو پڑھنے کی برکت سے تمہیں زندگی بھر جو بھی ہو جائے اس مصیبت یا بیماری سے محفوظ رہو گے۔

''تیری مغفرت نہیں ہوگی'' یہ کہنے والا جہنم میں چلا گیا

آج رحمت عالم ﷺ نے پچھلی اقوام میں سے بنی اسرائیل کے دو اشخاص کے واقعات سنائے۔

ارشاد فرمایا:۔ بنی اسرائیل میں دو دوست رہتے تھے، ایک عابد تھا اور دوسرا گناہ گار۔ عابد اپنے گناہ گار دوست کو ہمیشہ گناہ سے باز رہنے کی تلقین کرتا۔

ایک دن اس نے اس سے کہا:۔ گناہ سے رک جا۔

اس نے جواب دیا:۔ مجھے میرے رب پر چھوڑ، کیا تم کو مجھ پر نگراں بنا کر بھیجا گیا ہے؟

یہ سن کر عابد نے جواب دیا:۔ اللہ کی قسم! اللہ تیری مغفرت نہیں فرمائیں گے۔

جب دونوں کا انتقال ہوا تو رب العالمین کے پاس دونوں کی حاضری ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے عابد سے پوچھا:۔

تمھیں کیسے معلوم ہوا کہ میں معاف نہیں کروں گا، کیا مجھے معافی سے روکنے پر تجھے قدرت حاصل تھی؟

گناہ گار سے کہا:۔ میری رحمت سے جنت میں جا اور عابد کے متعلق فرشتوں سے کہا کہ اس کو جہنم میں داخل کردو۔

اے بنو سلمہ! تم اپنی جگہ سے منتقل نہ ہونا

ہجرت کے بعد جب نبی اکرم ﷺ نے مسجد نبوی کی تعمیر شروع فرمائی تو مسجد کے اردگرد کچھ اور جگہیں خالی رہ گئی تھیں، قبیلہ بنو سلمہ کے مکانات مسجد نبوی سے بہت دور واقع تھے، اس لیے انھوں نے ارادہ کرلیا کہ مسجد کے آس پاس کی خالی جگہوں کو خرید کر یہاں اپنے مکانات تعمیر کریں تاکہ مسجد نبوی ہی میں نماز باجماعت میں شرکت اور خود آپ ﷺ کی صحبت میں رہنے کی سہولت حاصل ہو۔

سرکار دو عالم ﷺ کو جب اس کی خبر ملی تو آپ نے ان کو بلا بھیجا۔

فرمایا:۔ تمھارے متعلق مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم لوگ مسجد کے قریب اپنے مکانات منتقل کروانا چاہتے ہو، کیا یہ بات صحیح ہے؟ انھوں نے کہا:۔ جی ہاں، بے شک ہم یہی سوچ رہے

ہیں، یہ سن کر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:۔

اے بنوسلمہ کے لوگو! تم اپنی جگہ سے منتقل نہ ہونا، اس لیے کہ اس مسافت اور فاصلہ سے مسجد آنے کے دوران تمھارے قدموں کے بقدر تمھارے لیے ثواب لکھا جاتا ہے۔

یہ بات آپ نے دو دفعہ دہرائی، اس کے بعد بنوسلمہ کے لوگ اپنے محلہ سے یہاں منتقل نہیں ہوئے، انھوں نے یہ فضیلت سن کر یہاں منتقل ہونے کا اپنا ارادہ منسوخ کرلیا۔

آپ ﷺ نے مزید فرمایا:۔ کیا تمھیں میں ایسا عمل نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ تمھارے گناہوں کو مٹادیں اور تمھارے درجات بلند کریں؟!

صحابہ نے عرض کیا:۔ ضرور بتادیجیے اے اللہ کے رسول!

آپ ﷺ نے فرمایا:۔ ناگواری یعنی بیماری وغیرہ کے باوجود مکمل وضو کرنا، مساجد کی طرف کثرت سے قدم اٹھانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھنا۔

جنتیوں کا کھانا ڈکار اور پسینے ہی سے ہضم ہوجائے گا

آج مجلس نبوی میں جنت کی نعمتوں کا ذکر چل پڑا تو آپ ﷺ نے اس کی حیرت انگیز خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

جنت کی عورتوں میں سے اگر ایک عورت بھی دنیا میں جھانک کر دیکھے تو جنت اور زمین کے درمیان کی پوری جگہ کو وہ روشن کردے اور اس کو خوشبو سے بھردے، جنتی عورت کا دوپٹہ بھی دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔

مزید ارشاد فرمایا:۔ جنتی اس طرح کھائیں گے اور پئیں گے کہ نہ ان کو تھوک آئے گا، نہ پیشاب، پاخانہ کی ضرورت ہوگی اور نہ ناک صاف کرنے کی۔

مجلس میں موجود ایک صحابی نے جب یہ سنا تو سوال کیا:۔ پھر کھانا ہضم کیسے ہوگا؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔ ڈکار اور پسینہ، جو مشک کی طرح ہوگا اس سے کھانا ہضم ہوگا۔
جس طرح سانس جاری رہتی ہے اسی طرح جنت میں ان کی زبانوں پر تسبیح جاری ہوگی۔
جب جنتی جنت میں جا چکے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھیں گے:۔
اب تمھیں مزید کسی چیز کی ضرورت ہے؟
وہ عرض کریں گے:۔ اے اللہ! کیا آپ نے ہمارے چہرے روشن نہیں کیے؟ دوزخ سے بچا کر ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا؟ پھر کس چیز کی ضرورت باقی ہے؟
اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنا پردہ ہٹا دیں گے جس سے اہل جنت براہِ راست اللہ کا دیدار کریں گے اور دیدارِ الٰہی کی یہ نعمت پچھلی تمام نعمتوں پر بھاری ہوگی۔

ہماری کچھ اہم مطبوعات

سندھ نیشنل اکیڈمی ٹرسٹ
۴۰۰ بی - لطیف آباد نمبر ۴ - حیدر آباد